ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ
۲۲ دسمبر ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

درسِ حدیث شریف

قناعت اختیار کرنے سے حقتعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ——— (مرتبہ: محمود احمد عارف)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ایک صحابی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ قد افلح من اسلم ورزق کفافا وقنّعہ اللّٰہ بما اٰتاہ۔ یعنی اُس آدمی نے فلاح پالی جس نے دل سے اسلام کو قبول کر لیا۔ اور اس کو خداوندکریم نے اتنی روزی نصیب فرما دی جس سے وہ اپنی ضرورتیں پوری کر سکے۔ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہ ہو۔ اور قنّعہ اللّٰہ بمآ اٰتاہ۔ اللہ نے جو کچھ اُسے عطا فرمایا ہے اس پر قانع بھی بنایا ہو۔

مطلب یہ ہے کہ روزی اور ایمان نصیب فرمانے کے ساتھ ساتھ قناعت بھی نصیب فرما دی ہو، جو ایک اچھی صفت ہے۔ قناعت کا مطلب یہ نہیں آدمی پست ہمت ہو جائے اور کام کرنا چھوڑ دے۔ بلکہ قناعت کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے مال و جاہ پر للچائی نظر نہ ڈالے۔ اسے یہ حرص نہ ہو کہ فلاں کے پاس جتنی چیز ہے میرے پاس بھی اتنی ہی ہونی چاہئے۔ اگر اس جھگڑے میں پڑ گیا تو زندگی بھر یہ سلسلہ ختم نہ ہوگا، ہمیشہ چلتا رہے گا اور (وہ حریص آدمی) ہر وقت پریشان رہے گا۔

بلکہ قناعت کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز انسان کو حاصل ہو اس پر وہ خدا کا شکر ادا کرتا رہے کہ "اے اللہ! تُو نے مجھے بہت کچھ عنایت فرمایا ہے"۔ اور اگر اپنے حاصل شدہ مال پر شکر نہیں ادا کرتا بلکہ زیادہ کو جی چاہتا ہے تو یہ حرص ہے، مرض ہے، بے صبری ہے جو اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں۔

حدیث شریف میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو چیز طلب کرو وہ گرکر نہ چاہو۔ صرف اسباب کے درجہ تک کوشش کرو۔ مطلب یہ ہے کہ بے صبر نہ ہو۔ کسی کے سامنے دستِ سوال پھیلا کر ذلیل نہ ہو۔ ناجائز طریقے استعمال نہ کرو۔ بے صبر ہو کر ہر طرف ہاتھ پاؤں نہ مارو۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ اجملوا فی الطلب وتوکلوا علیہ ——— یعنی خوبصورتی سے طلب کرو اور خداوندکریم پر بھروسہ کرو ——— خوبصورتی کا مطلب بھی یہی ہے کہ وقار قائم رہے۔ وہ طریقہ نہ اختیار کرو جس سے ذلّت ہو۔ مثلاً کسی افسر کی سفارش کرنے سے کام چلتا ہے تو اس سے کبھی کبھی ملنا اور بات ہے مگر ہر روز ملنا، ہر روز جا کر خوشامد کرنی اور ذلیل ہونا پسند نہیں۔ بس اسباب اختیار کرو اور اسباب کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس سے ایک آدھ دفعہ مل لیا جائے۔ اسباب کے درجے میں اتنا کافی ہے۔ یہ پسند نہیں کہ اتنا ملے کہ اس کی نظر میں بُرا ہو جائے اور وقار نہ رہے۔

انسان چونکہ کمزور ہے، لالچی ہے، اس میں قوتِ برداشت بھی نہیں ہے، لالچ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ حسد کا جذبہ ہو تو وہ چھا جاتا ہے۔ اس میں قوتِ مدافعت بھی کم ہے اور اس رَو میں ضرور بہہ جاتا ہے۔ اس لئے انسان کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے کہ ان چیزوں کا لحاظ رکھو یہ وہ چیزیں ہیں جو انسان میں فطری کمزوریوں کی وجہ سے پائی جاتی ہیں۔ اگر انسان اپنے آپ کو کنٹرول نہ کرے تو یہ چیزیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اگر کنٹرول کرے تو رفتہ رفتہ کم بلکہ ختم ہو جاتی ہیں۔

غرض قناعت ایک نہایت عمدہ وصف ہے۔ انسان اس کی بناء پر خدا پر نظر رکھتا ہے، مخلوق سے نظر ہٹا لیتا ہے۔ حسد، کینہ، لالچ سے نجات مل جاتی ہے۔ خدا کا شاکر بندہ بن جاتا ہے اور اس طرح وہ خدا کی نظر میں محبوب ہو جاتا ہے۔ اس سارے عمل اور اپنے نفس کو عادی بنانے کی سعی میں اسے نفل عبادت کے برابر ثواب ملتا رہیگا۔

اگر یہ خیال ہو کہ عادت کی تبدیلی تو ہوا نہیں کرتی اگر کسی میں لالچ کی عادت ہو تو وہ کیسے بدلے گی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عادت تو لالچ کی باقی رہے گی مگر اس کا محل بدل جائے گا۔ مثلاً پہلے دنیوی مال کا لالچ تھا تو اصلاح کے بعد اجرِ آخرت کا لالچ ہو جائے گا اور مثلاً کسی میں غصّہ کی عادت زیادہ تھی تو اصلاح کے بعد یہ غصہ اپنے نفس کے لئے نہ رہیگا بلکہ خدا کے لئے ہوا کرے گا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں قناعت نصیب کرے اور حرص و لالچ سے پناہ میں رکھے (آمین)

جوئندہ یابندہ

مولانا ظفر علی رحؒ

سورج کو جس کے نور نے رخشندہ کر دیا
موتی کو جس کی آب نے شرمندہ کر دیا

اپنے کرم کو آپ ہی جوئندہ کر دیا
پھر میری احتیاج کو یابندہ کر دیا

اسلام کے سپرد ہوا جس کا اہتمام
اُس کارخانہ کا مجھے کارندہ کر دیا

ہوتا ہے جس میں نامِ رسولِ خدا بلند
اُن محفلوں کا مجھ کو نمائندہ کر دیا

سردارِ دوجہاں کا بنا کر مجھے غلام
میرا بھی نام تا بہ ابد زندہ کر دیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۶۷ء | شمارہ ۳۳

رمضان کی مبارک ساعتوں میں

اپنے روٹھے ہوئے رب کو منانے کی فکر کیجئے

ہم رمضان المبارک کے دوسرے عشرے سے گذر کر تیسرے عشرے میں داخل ہونے والے ہیں۔ مغفرت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، رحمتِ خداوندی موج میں ہے اور دوزخ سے آزادی کی سندات تقسیم ہونے والی ہیں۔ جنت کے دروازے اللہ رب العزت نے کھول رکھے ہیں، جہنم کے دروازے بند فرما رکھے ہیں، شیطان جکڑ دئے گئے ہیں اور یہ صدائے دلنواز ہر رات فلک کے دریچوں سے بلند ہوتی رہتی ہے کہ اے طالبِ خیر! آ جا اور اے قاصدِ شر! رُک جا۔ لیکن پھر بھی کچھ ایسے بدقسمت ہیں جو اپنے مہربان خالق و مالک اور رحیم و کریم آقا کے دروازے پر حاضر ہونے اور اس کے ارشادات و احکامات کی تعمیل سے کنی کتراتے نظر آتے ہیں اور ان کی بدبختی و شقاوت کا یہ عالم ہے کہ وہ کھلے بندوں احکامِ الٰہی اور شریعتِ حقہ کی خلاف ورزی کرنے میں کوئی باک اور شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ غفلت و اعراض کی ساری سنتیں تازہ کرنے اور نافرمانی و عدوان کی تمام روایات کو زندہ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ سینما ہال کھلے ہوئے ہیں، بے حیائی و بدمعاشی میں کوئی کمی نہیں، نائٹ کلبوں اور لہو و لعب کی مجالس میں حاضری کا زور و شور بدستور ہے، ہوٹل اور جنسی کاروبار کی مہذب منڈیاں اپنا کام برابر جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان کو دیکھ کر گمان یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے جن شیاطین کے جکڑنے کا اعلان فرما رکھا ہے وہ سب کے سب انہی محافل و مجالس میں پا بجولاں ہیں۔ پھر یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے جو دنیا کے نقشہ میں ابھرا ہی اسلام کے مقدس نام پر ہے اور جس کے کارپرداز آئے دن اس ملک میں دستورِ اسلامی کے نفاذ کے دعاوی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جہاں اسلام اور اکابرِ اسلام کے خلاف کھلنے والی زبانوں پر کوئی قدغن نہیں، جہاں اسلامی احکام و تعلیمات میں تحریف کوئی قانونی جرم نہیں اور تحریفاتِ اسلامیہ کو تحقیقاتِ اسلامیہ کا نام دیا جا رہا ہے۔ جہاں "اسلام" کا لیبل لگا کر غیر اسلامی جماعتیں کھُل کھیل رہی ہیں اور انکارِ حدیث کوئی عیب نہیں وہاں یہ توقع کیونکر کی جا سکتی ہے کہ احترامِ رمضان آرڈی ننس نافذ کیا جائے گا اور رمضان و قرآن کا احترام نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی — تاہم ہمارا فرضِ منصبی ہے کہ ہم اپنا قلمی اور زبانی جہاد ہر حال میں جاری رکھیں۔ اور کم از کم ایمان کے دوسرے درجے میں ہی عنداللہ اپنا نام محسوب کرا لیں۔

پس جہاں تک ہو سکے ہمیں اپنے گم کردہ راہ بھائیوں کو ہدایت پر لانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اور انہیں محبت سے، پیار سے، دلائلِ عقلیہ و نقلیہ سے اور اپنے کردار و اعمال کو کتاب و سنت کی تعلیمات کے رنگ میں رنگ کر علمی و عملی دونوں انداز میں دعوتِ دین دینی چاہئے تاکہ وہ بھی رمضان کی ان مبارک ساعتوں میں جبکہ رحمتِ خداوندی جوش میں ہے اور حقتعالیٰ سبحانہٗ کے عفو و کرم کا ناپیدا کنار سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اپنے رب کو منانے کی فکر کریں اور جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کر سکیں۔

یاد رکھئے: یہ ایک مسلّمہ اسلامی اصول ہے کہ مقام اور وقت کی عظمت و برکت کی وجہ سے نیکیوں کا اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر نماز گھر پر پڑھنے کا بھی ثواب ہے لیکن مسجد میں نماز ادا کرنے سے ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہی نماز جب مسجد نبویؐ اور بیت اللہ شریف میں ادا کی جائے تو اس کا اجر و ثواب پچاس ہزار گنا اور ایک لاکھ گنا بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ مقامات انتہائی مقدّس ہیں اور وہاں نماز ادا کرنا اللہ رب العزت کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ اسی طرح لیلۃ القدر چونکہ انتہائی بابرکت ساعتوں والی رات ہے اس ایک رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے بڑھ جاتی ہے اور اجر و ثواب میں یہ زیادتی وقت کی برکت کی وجہ سے ہوتی ہے —

اسی طرح یہ بھی قاعدہ ہے کہ وقت اور مقام کی برکت و عظمت کی وجہ سے گناہوں اور برائیوں پر پھٹکار بھی زیادہ ہوتی اور گناہوں کے گھناؤنے پن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص شراب پیتا یا زنا کرتا ہے تو سب جانتے ہیں کہ یہ سخت برے افعال اور کبیرہ گناہ ہیں۔ اور ان پر سخت مواخذہ ہوگا لیکن اگر یہی افعالِ بد مسجد میں کئے جائیں تو ان کی شدّت اور برائی میں مسجد کے بابرکت اور خدا کا گھر ہونے کی وجہ سے زیادہ اضافہ ہو جائے گا اور ہر کوئی ایسے بے حیا شخص پر لعن طعن اور پھٹکار بھیجے گا۔ کہ اسے خدا کے (باقی صـ۱۶ پر)

خصوصی شمارہ

آئندہ شمارہ بتاریخ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۶۷ء خصوصی اشاعت پر مشتمل ہو گا۔ قرآن پاک سے متعلق خصوصی شمارہ پیش کیا جا رہا ہے ایجنٹ حضرات مطلوبہ تعداد سے فی الفور مطلع فرمائیں۔ (ادارہ)

(مرتبہ : محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ)

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جلسۂ دستاربندی میں ۱۸ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو یہ تقریر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے ارشاد فرمائی۔

بزرگانِ محترم! معزز حاضرین، اساتذہ کرام و طلبائے عزیز!

اللہ تعالیٰ کے اس اُمتِ محمدیہ پر جو بے انتہا احسانات ہیں واقعہ ہے کہ اُن کی گنتی اور شمار بھی ناممکن ہے ــ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط

مَیں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔ اگر مرغی بناتے، مچھر بناتے تو ہم کیا کر سکتے تھے؟

پھر آج دنیا میں دہریہ ہیں، کمیونسٹ ہیں۔ کئی کئی گمراہ فرقے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں اللہ نے مسلمان بنایا۔ پھر کئی قسم کے لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں اس نے اللہ والوں کے ساتھ وابستگی نصیب فرمائی۔ قدرِ نعمت بعد از زوال۔ شکر، ذکر، دعا یہ تین ہی تو قرآن کی اصل تعلیمات ہیں۔ ہماری عبادات میں سے ذکر گیا تو شکر بھی چلا گیا۔ تعلیم دین کی کمی ہے۔ عام انسان نہ اللہ کو پہچانتے ہیں نہ اُس کے دین کو، اصلی علوم کو بھولے ہوئے ہیں اور دنیوی علوم کو رٹ لیتے ہیں ــ

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہم پر فرض ہے۔ علم ہی پر اللہ نے ہمیں فوقیت دی۔ عظیم المرتبت صفت علم سے ہمیں نوازا گیا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بیس سال ہوتے پاکستان بنے ہوئے۔ دنیا کی قومیں چاند کو چھُو رہی ہیں، ستاروں پر کمندیں ڈال رہی ہیں اور ہمارے نوجوان آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ پیدائش سے بھی ناواقف ہیں۔

اپنے بزرگوں کے طفیل اللہ نے ہمیں حج نصیب فرمایا۔ آج لوگ لندن کی سیاحت تو کرتے ہیں مگر حج کو نہیں جاتے۔ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ــ حج کے لئے اگر جائیں تو وہاں گورے، کالے، امیرغریب، مالکیہ، شافعیہ، حنبلی، نقشبندی، سہروردی، وہاں سب جمع ہوتے ہیں۔ مختلف لباس پہننے والے چینی، جاپانی، انڈونیشی، ترک، تاتار، انڈین سب ایک ہی قسم کا لباس کفن بردوش عرفات میں ایک ہی صدا بلند کرتے نظر آتے ہیں۔ لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ ط یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب مردوں عورتوں کا ایک ہی لباس ہے اور ایک ہی زبان ہے۔ مگر جونہی حج ختم ہوا سب اپنے اپنے لباس میں پھر نظر آنے لگتے ہیں۔

اگر آپ امریکہ، فرانس، جرمنی، اٹلی کے حالات کی تحقیق کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد ہمارے علماء عرب نے تحقیقی تصانیف کیں اور علوم پھیلائے۔ لیکن افسوس کہ کل جو ہمارے شاگرد تھے آج وہ ہمارے استاد ہیں۔ علم اگر ہمارے دوست کے پاس ہے تب بھی اس کو حاصل کرنا چاہئے اگر دشمن کے پاس ہے تب بھی یہ ہماری گم گشتہ متاع ہے لیکن ہم نے یورپین نظام کی نقالی کی اور امریکہ کے نقشِ قدم پر چلے۔ اسلامی نظام سے ہم نے بے اعتنائی برتی۔ مسلمان اللہ کے دین کے لئے لڑتا ہے مگر یورپ نے گذشتہ دونوں جنگیں تہذیب و تمدن کے نام پر لڑیں۔

آج مسلمان کہلانے والوں میں سے اکثریت کا کلمہ ہی درست نہیں ہے۔ مَیں نے ایک یونیورسٹی کے طلباء سے مذاق کے طور پر کہہ دیا کہ جو نماز جنازہ یا دعائے قنوت سنا دے تو مَیں دس روپے انعام دوں گا کوئی بھی نہ تھا جو سنا سکا ایک استاد نے کہا مَیں ۳۰ سال سے استاد ہوں سچ کہتا ہوں مجھے بھی دعائے قنوت اور نمازِ جنازہ میں فرق نہیں آتا۔ عید کی نماز کی تکبیریں ہو رہی ہوتی ہیں اور مسلمان رکوع چلے جاتے ہیں۔ انگریز سے ہم نے کہا تھا ہمارا دین الگ ہے، ہمارا تمدن الگ ہے اس لئے ہمیں الگ خطّہ حاصل ہونا چاہئے۔ لیکن جو ہم نے اس خطہ میں اپنے تمدن اور دین کی ترویج و اشاعت کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دئے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ آج دین پر ہی شک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر اعتماد نہیں۔ صحابہ پر اعتراضات۔ خلفائے راشدین کی تعلیمات کو سکولوں، کالجوں کے نصاب سے کھرچ کھرچ کر نکالا جا رہا ہے، کیا یہ مسلمانی کے دعاوی کرنے والے کو زیب دیتا ہے؟

ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کے مخالف نہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ہماری قوم ہر شعبہ میں ترقی کرے مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بھولے ــ

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ (اقبال)

شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی نے رات کتنا عمدہ خطاب فرمایا کہ اقوام عالم کی برادری میں اگر قانونِ اسلام کو رائج کیا جاتا تو سارے مسائل حل ہو جاتے۔ نہ نسلی امتیاز رہتا، نہ کالے گورے کی لڑائیاں ہوتیں نہ کشت و خون ہوتے۔ نہ دنیا بھوکی مرتی نہ روٹی روٹی کی صدائیں آتیں۔ انہوں نے صحیح فرمایا کہ ہمارے نمائندوں کو خوف آتا ہے کہ اگر ہم نے اسلام کی بات کہہ دی تو رجعت پسند کہلائیں گے۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو خدا دن بدن غیبی امداد سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علوم و فیوض سے طلباء کو جرعہ نوشی کی توفیق عطا فرمائے اور دین کا چرچا اطراف و اکنافِ عالم میں کرتے پھریں۔ کل

(باقی ص۶ پر)

۱۲ر رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۷ء

روزہ

انسان کا تزکیۂ نفس کرتا اور اس کے اندر احسانی کیفیت پیدا کرتا ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :—
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ق (پ ۲۸ س الجمعہ آیت ۲)

ترجمہ : وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آئتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

بزرگانِ محترم : آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار خصوصیات کا ذکر ہے (۱) تلاوتِ آیات (۲) تزکیۂ نفس (۳) تعلیم کتاب (۴) تعلیم حکمت —— اور رمضان المبارک میں امتِ مسلمہ اپنے آقا کی ان خصوصیات کی مظہر اور عملی تصویر بن جاتی ہے۔

ان دنوں میں تلاوتِ قرآن کا مشغلہ عام ہو جاتا ہے۔ دن میں بھی کثرت سے قرآن پاک کی آیات کی تلاوت ہوتی ہے اور رات کو تو تراویح کی رکعات میں التزام کے ساتھ تلاوتِ قرآن کا اہتمام ہوتا ہے اور اس طرح امتِ محمدیۂ اپنے آقا و مولا کی تلاوتِ آیات کی خصوصیت کی عملی تصویر نظر آتی ہے۔

تلاوتِ آیاتِ قرآنیہ کی کثرت کے باعث رحمتِ خداوندی موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہے اور مومنین کے قلوب گنجینۂ انوارِ الٰہی بن جاتے ہیں۔ روزہ ایمان کو جلا بخشتا ہے، اعمال کے اجر کو بڑھاتا ہے اور انسانوں میں تعلیم کتاب و حکمت کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں روزہ دار تقویٰ شعار و پرہیزگار بن جاتا ہے اور اس کا تزکیۂ نفس ہو جاتا ہے۔

تزکیہ، احسان اور تصوف

تزکیہ ظاہر و باطن کے پاک ہو جانے، کفر و شرک، نفاق، کبر، عجب، حسد، ریا، غیبت، جھوٹ، چغلخوری وغیرہ امراضِ روحانی سے نجات پا جانے اور اللہ کے لئے خالص ہو جانے کا نام ہے اور احسان بھی یہ ہے کہ بندہ ہر ایک سے منہ موڑ کر اللہ جل شانہٗ سے تعلق جوڑ لے اور اللہ کی عبادت ایسے کرے جیسے وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم اللہ تعالےٰ اُسے دیکھ رہا ہے۔ مقصود تزکیہ و احسان دونوں کا ایک ہی ہے کہ بندہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے لئے خالص ہو جائے اور یہی تصوف کی بھی روح ہے۔

دوسرے الفاظ میں قرآن عزیز میں جس کیفیت کا نام تزکیہ ہے، حدیثِ نبویؐ میں اسی کا نام احسان ہے اور آج کل کی زبان میں اُسے تصوف کا نام دے دیا گیا ہے مقصد بہرحال سب کا ایک ہے کہ انسان صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ کا بندہ بن جائے اور اس کی بندگی خالصتاً اللہ تعالےٰ کے لئے ہو۔ چنانچہ روزہ اس کیفیت کو اجاگر کرتا ہے اور روزہ دار کے اندر تزکیہ و احسان اور تصوف کی رُوح کو بیدار کرتا ہے۔

شغلِ سرمدی

صوفیائے کرام میں شغلِ سرمدی ایک مشہور شغل ہے۔ اس کا عامل اگر ایک عرصہ تک اس شغل کی مشق کرتا رہے اور اسے معمول بنائے رکھے تو اس کا دل ہر وقت ذکر الٰہی اور یادِ خداوندی میں مشغول رہنے لگتا ہے اور وہ تھوڑی سی توجہ دل پر ڈالنے سے انوار و تجلیاتِ الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔

شغلِ سرمدی اس طرح کرایا جاتا ہے کہ سالک کو تہجد کے وقت بیدار کر کے تہجد کی نماز کے بعد اس کی آنکھوں، منہ اور کانوں کو مختلف طریقوں سے بند کر کے اسمِ ذات "اللہ" کو دل میں تصور کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ جس سے اندر ہی اندر ایک آواز پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے تصور کے عین مطابق ہوتی ہے اور اس طرح سالک بالآخر دل کی آنکھوں سے انوارِ الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ اسی کیفیت کو اپنے ایک شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں ؎

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی سرِّ حق بر ما بخند

یعنی اے سالک! تُو اپنے لب، آنکھ اور کان کو غیر اللہ سے بند کر کے محض ذاتِ الٰہی کی طرف دھیان لگا۔ پھر اگر تُو اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ نہ کرے تو مجھے جھوٹا سمجھنا اور مجھ پر ہنسی اڑانا۔

روزہ اور شغلِ سرمدی

محترم حضرات! تمام اعضاء کو گناہوں سے بند رکھنا روزہ ہے اور یہ پانچ چیزوں کی مداومت سے پورا ہوتا ہے۔

اول یہ کہ آنکھ کو ممنوعاتِ شرعیہ سے بند رکھا جائے۔ دوسرا جھوٹ، چغلخوری، بہتان طرازی، یاوہ گوئی، جھوٹی قسموں اور دیگر تمام گناہوں سے زبان کو روکا جائے۔ تیسرا بُری باتوں، گانوں، عورتوں کی آوازوں اور دیگر خلافِ شریعت امور کے سننے سے کانوں کو بند رکھا جائے۔ چوتھا تمام اعضاء کو ممنوعاتِ شرعیہ سے روکا جائے اور پیٹ کو سحری و افطار کے وقت مشتبہ اور حرام طعام سے روکا جائے اور پانچواں افطار کے وقت اگرچہ کھانا پاکیزہ ہی کیوں نہ ہو اس کی کثرت و زیادتی اور ٹھونس ٹھانس سے بچایا جائے تاکہ کاہلی اور تکاسل نہ ہو اور تراویح اور دیگر عبادات بخیر و خوبی ادا کی جا سکیں۔

پس صاف ظاہر ہے کہ اگر روزہ دار صحیح معنوں میں روزہ رکھے اور شرعی نکتۂ نگاہ سے اسے پورا کرے تو شغل سرمدی کا رنگ پیدا ہو جائے گا۔ منہ، کان اور آنکھیں خدا کے حکم کے مطابق بند رہیں گی — نہیں! نہیں بلکہ روزہ دار بعض وجوہ کی بناء پر شغل سرمدی سے بھی آگے بڑھ جائے گا —— شغل سرمدی میں صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے منہ، آنکھ اور کانوں کو بند رکھا جاتا ہے لیکن روزہ دار سارا دن ان اعضاء کو بند رکھتا ہے۔ شغل سرمدی میں منہ، کان اور آنکھیں ہی بند رکھی جاتی ہیں لیکن روزدار ان اعضاء کے علاوہ دیگر اعضاء کو بھی ممنوعاتِ شرعیہ سے بند رکھتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شغل سرمدی میں شیخ کامل یا پیر و مرشد کے حکم سے منہ، کان اور آنکھوں کو بند رکھا جاتا ہے۔ لیکن روزہ دار اللہ تعالےٰ جل شانہٗ و عم نوالہ کے حکم کی بجا آوری میں ان اعضاء کو بند رکھتا ہے اور روزہ میں ان اعضاء کی بندش نص شرعی کے ساتھ ہوتی ہے۔

روزہ میں احسانی کیفیّت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کی تعریف یہ فرمائی ہے کہ تُو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ تُو اللہ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ کہ اللہ تعالےٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ روزہ یہ کیفیت ہر روزہ دار کے اندر ضرور پیدا کر دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُسے دیکھ رہا ہے۔ روزہ دار سخت پیاس کے عالم میں بھی جبکہ اس کے ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوں، حلق خشک ہو گیا ہو اور پیاس سے بُرا حال ہو پانی نہیں پیتا۔ حالانکہ اُسے کوئی بھی دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ اُس کا اِس عالم میں بھی پانی نہ پینا محض اسی لئے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات پاک اُسے دیکھ رہی ہے۔ اسی طرح روزہ دار کا ہر برائی سے بچنا جبکہ سوائے خداوند قدوس کے اُسے کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا اس امر کا زندہ ثبوت ہے کہ روزہ دار کیفیّتِ احسانی کے نشہ سے سرشار ہے۔

غرض روزہ انسان کے اندر کیفیّتِ احسانی پیدا کرتا ہے، بندے کا تعلق اللہ رب العزت سے جوڑتا ہے۔ اور اس کے قلب کو انوار و تجلّیاتِ الٰہی سے منوّر کرتا ہے جس کی وجہ سے جذباتِ ملکوتیت میں ترقی ہوتی ہے۔ اور نفس کی شرارتیں اور حیوانیت مردہ ہو جاتی ہے اور اس طرح انسان کا کامل تزکیۂ نفس ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں روزے کے فوائد سے متمتع ہونے، تزکیۂ نفس کی دولت سے مالا مال ہونے اور اپنے اندر احسانی کیفیت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین!

لندن ٹائمز کی گستاخی پر

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مدظلہٗ کا بیان

بیان

صدائے ہند پٹنہ مورخہ　نومبر ۱۹۶۷ء میں یہ دیکھ کر بڑا دُکھ ہوا کہ "لندن ٹائمز" نے پھر مسلمانوں کی دلآزاری کی، اور اپنے صفحات پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل امینؑ کی تصاویر چھاپ کر گستاخی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ اس طرح کی چیزوں پر بارہا مسلمانانِ عالم احتجاج اور اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کر چکے ہیں۔

کسی دین کے ساتھ تمسخر اور اس کے اکابر و اسلاف کے ساتھ گستاخی کسی شریف انسان کے شایانِ شان نہیں ہے۔ برطانیہ جیسی شائستہ اور مہذّب حکومت کی پیشانی پر یہ کلنک کا ٹیکہ ہے جو "لندن ٹائمز" جیسے اخبار اسلامی رہنماؤں کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔ وہاں کی حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسے گستاخ اخبار کے منہ میں لگام دے تاکہ وہ آئندہ ایسا کوئی اقدام نہ کر سکے۔

ستّر کروڑ مسلمانوں کے دلوں پر کاری ضرب لگانا، ان کے جذبات سے کھیلنا اور برانگیختہ کرنا ہرگز دانشمندی نہیں ہے حکومت برطانیہ کے ذمہ داروں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ ایسے ناخوشگوار سلسلہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیں۔

ہمیں پوری توقع ہے کہ حکومت برطانیہ ہمارے جذبات کو محسوس کرے گی۔ اور اخبار مذکور کو متنبہ کرے گی کہ آئندہ کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے۔

★

بقیہ: ذکر، شکر، دُعا

سے اتنا عظیم اجتماع ہوا ہے، سارے چہرے متشرّع مقطع نظر آتے ہیں۔ کل ساری رات روحانی علم و عرفان کی بارش ہوتی رہی جو آئے ہیں سیراب ہو کر گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس مدرسہ کو تاقیامت قائم و دائم رکھے اور اس کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

ہدیۂ تبریک

فقیر ناچیز حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ کی غلامی میں درسِ قرآن واہ کینٹ کی تیسری سالانہ تقریب میں حاضر ہوا۔ درس کی کاروائی نظم و ضبط، ماحول اخلاص و للّٰہیت دیکھ کر دل خوش ہوا۔ میں اپنے بھائی محمد عثمان غنی صاحب بی اے اور تمام جماعت کو اس نمایاں کامیابی پر اپنی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس خیر و برکت کے سلسلہ میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

احقر کمال الدین

مالک کمال آٹو سٹورز احمد پور شرقیہ ۲۶ر نومبر ۱۹۶۷ء

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

آخری عشرۂ رمضان کی افضلیّت

فضائل رمضان اوّل تو جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنّت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے ہیں۔ تیسری روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اے طالبِ عمل! نیک عمل کی طرف متوجّہ ہو جا۔ اے طالبِ عمل برے کاموں سے پرہیز کر۔ اسی شب اللہ تعالیٰ بہت سے دوزخیوں کو نجات عطا فرماتا ہے رمضان کی ہر شب کو یہی ہوتا رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان ایک عظیم الشان، مبارک اور بزرگ مہینہ ہے۔ جو شخص اس ماہ میں کچھ تھوڑی سی بھی نیکی کرے گا اس کو بہت بڑا ثواب دیا جائے گا۔ نفلوں کا ثواب فرضوں کے برابر ہوگا اور فرضوں کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستّر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ وسعت کا مہینہ ہے اس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ یہ مہینہ صبر کرنے کا ہے اور صبر کا ثواب محفوظ رہتا ہے۔ اسی ماہ میں قرآن شریف کا نزول ہوا بلکہ تمام دیگر آسمانی کتابوں کا نزول بھی رمضان شریف ہی میں ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کو تین عشروں میں فرمایا ہے۔ پہلا عشرہ رحمت کا ہے دوسرا مغفرت کا تیسرا دوزخ سے نجات کا۔

نزولِ قرآن قرآن پاک کا نزول بھی آخری عشرہ میں ہوا۔ ایک روایت کے مطابق چوبیسویں رات میں لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر (ایک ساتھ) یکدم بھیجا گیا تھا پھر تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سالوں میں جبرئیل امین کے ذریعہ آپ کے قلبِ مبارک پر حسبِ ضرورت اُترتا رہا۔ اور ہر رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن نازل شدہ آپؐ کو مکرّر سنا جاتے تھے۔ ممکن ہے کہ پہلی دفعہ بھی اسی شب میں اترنا شروع ہوا ہو۔

لیلۃ القدر اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o ترجمہ۔ ہم نے قرآن کو شبِ قدر میں اتارا۔ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ o ترجمہ۔ اور تُو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شبِ قدر؟ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o (ترجمہ) شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ (ترجمہ) اترتے ہیں فرشتے اور جبرئیلؑ اس رات اپنے رب کے حکم سے۔ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ o ترجمہ: ہر کام پر امان ہے۔ وہ رات صبح صادق ہونے تک ہے۔

اس رات میں نیکی کرنا ایسا ہے گویا ہزار مہینہ تک نیکی کرتا رہا بلکہ اس سے بھی زائد۔ اللہ کے حکم سے روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) بے شمار فرشتوں کے ہجوم میں نیچے اترتے ہیں تاکہ عظیم الشان خیر و برکت سے زمین والوں کو مستفیض کریں۔

لیلۃ القدر کی دُعا اس مبارک شب میں باطنی حیات اور روحانی خیر و برکت کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔ یہ رات امن و چین اور دلجمعی کی رات ہے اس میں اللہ والے لوگ عجیب و غریب طمانیّت اور لذّت و حلاوت اپنی عبادت کے اندر محسوس کرتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس رات جبرئیل اور فرشتے عابدین و ذاکرین پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں یعنی ان کے حق میں رحمت اور سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں۔ غروبِ آفتاب سے صبح صادق تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔

حدیث صحیح نے بتلایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں خصوصاً عشرہ کی طاق راتوں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ میں شبِ قدر تلاش کرنا چاہیئے۔ پھر طاق راتوں میں بھی ستائیسویں شب پر گمان غالب ہوا ہے۔ بہت سے علماء نے تصریح کی ہے کہ شبِ قدر ہمیشہ کے لئے کسی ایک رات میں متعیّن نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ایک رمضان میں کوئی رات ہو دوسرے میں دوسری۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ۔ فَاعْفُ عَنِّیْ

ترجمہ: اے اللہ! تُو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو دوست رکھتا ہے۔

اعتکاف حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ نبیٔ انور صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ آپ دس روز اعتکاف کیا کرتے تھے، اکیسویں رات کو شروع کر کے شوال کا چاند دیکھنے تک۔

ایک سال اعتکاف فوت ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال ۲۰ روز تک اعتکاف کیا۔ اعتکاف کرنے والے کے واسطے یہ سنّت ہے کہ نہ مریض کی عیادت کرے نہ جنازہ کے ساتھ جائے۔ نہ عورت کو ہاتھ لگائے۔ سوائے ضروری حاجت کے مسجد سے باہر نہ جائے۔ اور اعتکاف روزہ ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیئے جس میں جمعہ کی نماز ہوتی ہو۔ یہ افضل ہے ویسے دوسری مسجد میں بھی جائز ہے۔

اعتکاف انسان کو تمام گناہوں سے بند کر دیتا ہے اور اس پر نیکیاں جاری کراتا ہے۔ اعتکاف لغت میں اپنے آپ کو کسی شے پر مقیّد کرنے کو کہتے ہیں لیکن شرع میں اعتکاف مسجد میں بہ نیّتِ تقرّبِ الٰہی بیٹھنے کا نام ہے۔ معتکف سوائے حاجتِ ضروری پیشاب، پائخانہ یا نمازِ جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔

امام ابو حنیفہؒ اس میں دو قیدیں ٹھہراتے ہیں ایک یہ کہ مسجد میں روزہ کے ساتھ بیٹھنا دوسری یہ کہ کم سے کم پورے ایک دن تک بیٹھے۔ مگر امام شافعیؒ ان دونوں قیدوں کو شرط نہیں خیال کرتے۔

حدیث: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبیٔ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیلؑ ملائکہ کی

ایک جماعت کے ہمراہ آتے ہیں جو لوگ خدا کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں اُن کے واسطے دعا کرتے ہیں۔ جب عید کا روز ہوتا ہے تو ملائکہ نہایت ہی خوشی مناتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے فرماتا ہے کہ اے فرشتو! جس نے اپنے عمل پورے طریقہ پر کر لئے ہیں اس کی کیا جزا ہے؟ ملائکہ کہتے ہیں۔ الٰہی! اس کی یہی جزا ہے کہ اس کو اس کا پورا بدلہ عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ملائکہ! مومن مردوں اور مومن عورتوں نے میرے فرض کو پوری طرح ادا کر لیا ہے اور اب میری طرف ہاتھ پھیلا رہے ہیں دعا کے طلبگار ہیں لہٰذا مجھ کو اپنے عزت و جلال، عظمت و بزرگی کی قسم، مَیں ان کی دعائیں ضرور قبول کروں گا۔ پھر فرمان ہوتا ہے، چلے آؤ ہم نے ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ لہٰذا یہ فرشتگان ان کو بخشوا کر چلے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

عزیزانِ اسلام! آپ نے رمضان شریف اور خاص طور پر آخری عشرہ کی فضیلت پڑھ اور سُن لی ہے اس لئے آپ کو چاہیئے کہ:-

۱۔ اس عرصہ میں آپ خوب نیکیاں کمائیں، قرآن پاک سیکھیں اور دوسروں کو پڑھائیں اور اس پر حتی المقدور عمل کریں۔ قرآن میں تدبّر کریں۔ اس کے اندر بے شمار حقائق و معارف ہیں۔

قرآن خدا کی مضبوط رسّی ہے۔ یہ علمِ الٰہی کا خزانہ ہے۔ اس نعمت کا شکریہ یہ ہے کہ اس کی تبلیغ عام کی جائے۔ چپّہ چپّہ زمین پر اس کا نُور پھیلایا جائے۔ کوئی دل اس کی تصدیق سے خالی نہ رہے، کسی شخص کے کان اس سے ناآشنا نہ رہیں۔ تلاوت کرتے وقت اس کی آیات میں تدبّر و تفکّر کیا جائے۔ اس کے احکام پر مضبوطی سے عمل کرنا چاہیئے۔

بزرگانِ سلف دن رات میں دو دفعہ تمام قرآن ختم کرتے تھے۔

۲۔ دوسرے شبقدر کی تلاش ہمیں پانچ طاق راتوں میں ذوق شوق سے کرنی چاہیئے۔ یہ نعمت صرف اسی امت ہی کو نصیب ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوتے کہ میری امت کی عمریں عام طور پر ساٹھ ستّر برس کی ہوتی ہیں وہ اتنی سی عمر میں کیا کام کرے گی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ صرف لیلۃ القدر کی عبادت ۸۳ سال اور چار ماہ سے بھی زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اور یہ ہر سال رمضان المبارک میں عَود کرتی ہے۔ اس سورۃ کے نازل ہونے پر آپؐ کا غم دور ہوا اور آپؐ کو اطمینان ہوا۔

۳۔ تیسرے اعتکاف کی سنت ادا کرنی چاہیئے۔ اگر سارے محلّہ یا تمام بستی میں سے کوئی شخص بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمّہ ترکِ سنّت کا وبال رہتا ہے۔ اعتکاف میں خاموش رہنا ضروری نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں بلکہ نماز و تلاوتِ قرآن یا پڑھنا پڑھانا جو عبادت دل چاہے کرتا رہے۔

عید والی رات (جب چاند نظر آتے) کو بھی خوب عبادت کرے۔ وہ انعام ملنے والی رات ہے اس کو فضول باتوں میں ضائع نہ کیا جائے۔ بلکہ ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھو۔ اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ رمضان کے تیس روزوں کا ثواب ۳۰۰ روزوں کے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور ششش عید کے چھ روزے رکھنے سے ۳۶۰ یعنی سال کے روزوں کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔ یہ چھ روزے خواہ لگاتار رکھے جائیں خواہ ناغہ کرکے، مگر شوال ہی کے مہینہ میں رکھے جائیں۔

زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیا علم ہے کہ آئندہ رمضان شریف نصیب ہو یا نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے اپنے دامنوں کو بھر لو، یہ لوٹ روز بروز میسر نہیں ہوتی۔ اکثر مساجد میں ۲۷ر ۲۸ اور ۲۹ راتوں کو شبینہ کرایا جاتا ہے۔ دس دس سیپارے بڑھے جاتے ہیں ان میں شرکت کریں۔ اور ثواب حاصل کریں۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جاتے تو اسے غور سے سنا جاتے۔ اور سننے والا خاموش رہے۔ اس عمل سے انسان رحمت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ حفّاظ صاحبان کو بھی چاہیئے کہ وہ ترتیل سے پڑھیں اور ان کے دل میں اخلاص ہو کسی قسم کا ریا نہ ہو، اور نہ ہی کوئی دنیاوی لالچ یا شہرت مقصود ہو۔

شبینہ کی تقریب میں کوئی نمائش، آرائش اور چراغاں کا اہتمام نہ کیا جائے۔ اس نیک عبادت کو کھیل اور تماشا نہ بنایا جاتے۔ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مدِّ نظر رکھی جائے۔ نوافل پڑھے جائیں، صلوٰۃ تسبیح پڑھی جاتے۔ درود شریف پڑھا جاتے۔ تسبیح و ذکر سے زبان کو تر رکھا جائے۔ زبان پر ذِکر اور دل میں فکر رکھا جائے۔

ویسے تو رمضان کی ہر رات کو ۲۰ تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کے لئے ان کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیسویں رات کو نماز پڑھی تو رات کا تیسرا حصّہ گذر گیا پھر پچیسویں رات کو نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ رات کا نصف حصّہ گذر گیا۔ جب ستائیسویں رات ہوئی تو آپ نے اپنی تمام اہل اور دیگر اشخاص کو جمع کیا۔ اور نماز شروع کی اور اتنی دیر تک پڑھی کہ ہمیں یہ خوف ہو گیا کہیں سحر کی نماز فوت نہ ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر پر پٹکہ (کمربند) باندھ لیا کرتے تھے تاکہ تکان محسوس نہ ہو۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

بقیہ: زکوٰۃ

نہیں کیا تو اس وقت بھی زکوٰۃ کی نیت کر لینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ البتہ اگر فقیر نے خرچ کر لیا تو اب نیت کر لینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

۳۶۔ اگر کسی شخص کو رقم دی گئی کہ میری طرف سے فقراء اور ضرورتمندوں میں خرچ کر دینا تو اصل مالک کو رقم دیتے وقت نیّت کرنا ضروری ہے۔ خرچ کے وقت وکیل کے لئے زکوٰۃ کی نیّت کرنا ضروری نہیں ہے۔

۳۷۔ اگر حساب کرکے زکوٰۃ کی رقم علیحدہ رکھ لی تو یہ نیّت کافی ہے خرچ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیّت کرنا ضروری نہیں ہے۔ (باقی آئندہ)

سورۂ بقرہ آیت نمبر ۷۴ تا ۷۵

ترجمہ وتفسیر:- حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی۔ ضبط وتحریر:- جناب محمد عثمان غنی بی اے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی نے ۱۵ر دسمبر ۶۷ء کے روز پونے چھ بجے شام ریڈیو پاکستان لاہور کے پنجابی زبان کے پروگرام "جمہور دی آواز" میں جو تقریر نشر فرمائی وہ قارئین خدام الدین کی ضیافتِ طبع کے لئے من و عن پیشِ خدمت ہے ————

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید —— فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ ۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ ۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ٥ صدق اللہ العظیم۔

ایتھاں آیتاں دا ترجمہ ایہہ وے :-

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ، فیر تہاڈے دل سخت ہو گئے۔ مِنْ ۢ بَعْدِ ذٰلِكَ۔ بعد ایس دے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ پتھر دی طراں۔ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ یا اوس توں وی زیادہ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ۔ تے پتھراں وِچّوں بعضے لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ ایسے وی نیں کہ اوہناں توں نہراں وگ پیندیاں نیں۔ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ تے اوہناں وِچّوں پانی وگدا اے۔ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ، تے اوہناں وِچّوں کجھ اوہ وی نیں جہڑے ڈِگ پیندے نیں۔ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ اللہ دے ڈر توں۔ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ تے اللہ تہاڈیاں عملاں توں بے خبر نہیں۔ اَفَتَطْمَعُوْنَ، کیا تہانوں ایس دی امید ہے؟ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ کہ اوہ تہاڈے کہن تے ایمان لے آون گے؛ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ، حالانکہ اوہناں وِچّوں اِک ٹولہ ایسا وی گذریا اے — يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ، جہڑا اللہ دا کلام سُندا سی۔ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ، فیر اوہنوں بدل چھڈدا سی۔ مِنْ ۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ، اوہدے سمجھن دے بعد۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ٥ جان بجھ کے۔

ہُن تُسی بعضیاں خاص لفظاں دی تشریح سن لو :-

قَسَتْ :- ایس طراں دے پتھّر دل کہ ایمان لئی نرم نہیں ہو سکدے۔

قُلُوْبُكُمْ :- قلوب جمع اے قَلْبٌ دی جِدھے معنے نیں پلٹنا، اُلٹنا، موڑنا، پھیر دینا —— قلب نوں قلب ایسے واسطے کیہا جاندا اے کہ اوہدے وِچ ساری زندگی حرکت تے اُلٹ پُلٹ جاری رہندی اے۔ علامہ راغب اصفہانی رح نے لکھیا اے کہ قلب دیاں خصوصیتاں ایہہ نیں۔ علم، فہم، عقل، جان، شجاعت وغیرہ وغیرہ۔ کُم ضمیر جمع مذکر مخاطب اے۔ ترجمہ ہو گیا۔ تہاڈے دل۔

قَسْوَةٌ :- قَسْوَةٌ اور قَسَاوَةٌ ایہہ دونویں مصدر نیں۔ ایسے توں قَسَتْ واحد مؤنث غائب اے۔ معنے سنگ دِل۔ قسوت سختی نوں کہندے نیں۔ جس طراں پتھر سخت ہوندا اے ایسے طراں کیہا جاندا اے قساوتِ قلبی کہ جِدھے وِچ نرمی ناں نوں باقی نہ ہووے تے اوہدے وِچ خوف تے عبرت حاصل کرن دی گنجائش باقی نہ رہ گئی ہووے۔

يَتَفَجَّرُ :- تَفَجَّرُ۔ معنے نیں کھُل جانا، پھٹ جانا، اللہ دی قدرت نال اکثر پہاڑاں دے سخت ترین پتھراں وچّوں پانی دے چشمے تے آبشاراں بہہ نکلدیاں نیں تے اَگے جا کے کئی چشمے رل کے اوہ نہراں تے دریاواں دی شکل اختیار کر لیندے نیں۔

يَشَّقَّقُ :- تَشَقَّقُ۔ چاک ہونا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔

خَشْيَةِ :- کسے دی وڈیائی تے اوہدی بزرگی دا خیال کر کے اوہدے کولوں ڈرنا تے اپنے دل وِچ خوف محسوس کرنا۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ :- طمع توں وے۔ معنے نیں کسے چیز دی چاہ کرنا، طلب تے خواہش کرنا۔

يُحَرِّفُوْنَ :- تحریف۔ معنے بدل دینا۔

ایہہ سی بعضیاں لفظاں دی تشریح، ہن تُسی ایتھاں آیتاں دی تفسیر سنو :-

ایس توں پہلیاں آیتاں وِچ اللہ تعالےٰ نے یہودیاں دیاں بعض کمزوریاں دا ذکر فرمایا سی جنھاں وِچ بعض کمزوریاں علمی نیں تے بعض عملی۔ مثلاً حیلہ سازی، باریک بینی، قانونِ خداوندی توں بے اعتنائی تے بے نیازی تعلیم انبیاء دی مخالفت تے قتل انبیاء جیسے شدید ترین الزامات قرآن نے اوہناں تے لگائے نیں۔

ہُن اللہ تعالےٰ فرماندے نیں — ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ ۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥

ایس قسم دے واقعات تہاڈے سامنے ہوندے رہے۔ جے کر تُسی دل دیاں اکھاں کھول کے ایتھاں واقعات توں سبق حاصل کرن دی کوشش کر دے تے ہدایت تے سعادت تہاڈے ہتھوں کسے طراں وی نہ جاندی۔ مگر تہاڈے دلاں تے کجھ وی اثر نہ ہویا۔ بلکہ تُسی پتھراں دی سختی نوں وی مات کر گئے حالانکہ پتھراں دیاں وی مختلف قسماں تہاڈے سامنے نیں تے اوہناں دے

(باقی ص۱۵)

طلباء کا صفحہ

جامعہ مدنیہ لاہور

جمعیۃ الطلباء جامعہ مدنیہ کے جلسہ میں کی گئیں تقاریر کے ا

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِ

اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا

مولانا عبدالشکور میواتی (قصوری)

معزز سامعین! آج آپ کے سامنے حسن خلق کے متعلق کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے" اکمل المؤمنین احسنھم خلقا" یعنی ایمان میں سب سے زیادہ کامل وہ مومنین ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔ ایک اور ارشاد ہے کہ قیامت کے دن کی میزان اعمال میں سب سے زیادہ وزن دار چیز اس کا اچھا اخلاق ہو گا۔ اس کے علاوہ حسن خلق کے بارے میں اور بہت سی کتابوں میں موجود ہیں۔ قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ خلق کی تعریف اور اس کو اپنانے پر زور دیا گیا ہے۔ خلق بہت بڑ نعمت ہے۔ خلق سے آدمی خدا اور مخلوق (دونوں) کا محبوب بن جاتا ہے۔ بد خلق سے نہ خالق خوش ہوتا ہے اور نہ ہی مخلوق ؎

ہر کہ خلق از خلق او خوشنود نیست۔
ہیچ قدرش بر درِ معبود نیست!!

جو کام بندوق، تلوار اور ایٹمی ہتھیاروں سے بھی نہیں ہو سکتا وہ حسن خلق سے جلدی سر ہو جاتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم سب خلق کو اپنا کر خدا و مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مخلوق کی خوشنودی حاصل کریں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین!

قیامت میں پہلا سوال نماز کے متعلق ہو گا!!

:مولانا احسان اللہ کیمبل پور:

حاضرین کرام! نماز دین اسلام کا اہم رکن ہے۔ قرآن مجید میں تین سو کے لگ بھگ آیات میں نماز کا ذکر آیا ہے۔ کتب احادیث بھی اہمیت نماز کے بیان سے پُر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محشر میں ایمان کے بعد سب سے پہلے نماز کے متعلق پوچھا جائے گا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے صحابہ کرام نماز کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ نماز میں نہایت خضوع و خشوع سے ادا فرماتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے متعلق مشہور ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی نے لکڑی گاڑی ہو یعنی ذرہ برابر حرکت نہ کرتے۔ نہایت آرام و اطمینان سے نماز ادا فرماتے۔ جو لوگ نماز کا صحیح لطف اٹھا لیتے ہیں وہ پھر تیروں اور تلواروں کی بارش میں بھی نماز نہیں چھوڑتے۔ نماز کی قدر یارانِ رسولؐ سے دریافت کیجئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک صحابی حضرت ابو طلحہؓ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے (باغ بہت گنجان تھا) حالتِ نماز میں ان کی نظر ایک پرندہ پر پڑ گئی۔ وہ پرندہ اِدھر اُدھر باہر نکلنے کا راستہ تلاش کر رہا تھا۔ آپ دیر تک اس کو دیکھتے رہے یکایک نماز کا خیال آ گیا۔ سہو ہو گیا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں اس سے وہ اس قدر غمگین اور پریشان ہوئے کہ نماز پڑھتے ہی آنحضرت صلی اللہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باغ کا سارا واقعہ عرض کر کے (باقی صفحہ ۱۲ پر)

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (الآیہ)

:مولانا نیاز اللہ کوئٹہ:

آقائے نامدار کو خداوند کریم نے جو خصوصیات بخشی تھیں ان میں ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہیں معراج کرایا۔ معراج کا واقعہ سورہ بنی اسرائیل اور سورہ النجم میں مذکور ہے۔ احادیث میں معراج کا بیان بالتفصیل موجود ہے۔ معراج کا مختصر حال یہ ہے کہ آپؐ اُم ہانی کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جبریل سفید رنگ کا دابہ لے کر حاضر ہوئے۔ یہ دابہ (براق) اس قدر تیز رفتار تھا کہ جہاں اس کی نظر پڑتی وہاں قدم رکھتا۔ اس پر سوار ہو کر سرور کائنات منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں مختلف مقامات پر نفل نمازیں پڑھیں۔ اثناء راہ عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرماتے ہوئے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ براق کو باندھ دیا گیا۔ اذان دی گئی۔ اقامت کہی گئی اور امام الرسل نے تمام انبیاء و رسل کو نماز پڑھائی۔ پھر وہیں سے آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے۔ جنت اور دوزخ کا ملاحظہ فرمایا۔ انبیاء اور ملائکہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ امت کے لئے بخشش کی درخواست کی اور دربارِ الٰہی سے امت کے لئے نماز پنجگانہ کا تحفہ پایا۔ غرضیکہ بے شمار عجائبات کا مشاہدہ فرما کر اسی رات واپس تشریف لائے۔ صبح کو معراج کا واقعہ سنایا پہلے پہل تو کافروں نے مذاق اُڑانا شروع کیا (باقی صفحہ ۱۲ پر)

اِنَّمَا الْاَعْمَا

:حضرت مولانا

علماء نے اس حدیث شریف کو بڑ
عمل کے لئے نیّت درست ہونی
نظر میں اعتبار نہ ہو گا۔ انسان
کا تعلق دل سے ہے اور وہ نیّت
وہ عمل ہے۔ اس لئے اگر یہ کہا
حصہ ہے تو یہ درست ہو گا۔ وجہ
مقام تمام علوم سے بڑا ہے اس لئے
حاصل کرتے وقت یہ حدیث شر
رہے اور بار بار نیّت درست ک
نیّت اور الفاظِ حدیث میں اخت
قسم کی بد عملی اور کوتاہیوں
اس درجہ درست ہو جانے ک
ارشاد ہے۔ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِ
حُنَفَاءَ (اور ان کو حکم یہی
خالص کر کے اس کے واسطے۔
یعنی خالص خدائے واحد کی بندگی
اللہ ہمیں یہ دو

لاثانی ذات ک

:مولانا عبد ا

○ قرآن مجید کے بہت سے اسماء ہیں
مبارک، نور مبین، کتاب حکیم وغیرہ۔ ناموں ک
○ جیسے قرآن کریم کی طرح کتاب بنانی نا مم
بھی نا ممکن ہے۔ ○ قرآن دیگر کتب سماو
○ قرآن کریم روحانی امراض کے ساتھ سا
○ قرآن حکیم جو حروف مقطعات ہیں انکا م
مطلب ہے کہ یہ حکیم حقیقی کی کتاب ہے
(۷) جس گھر میں قرآن پڑھا جائے اس

اظہار تشکر

ہم ان تمام حضرات کے
پڑھکر ہیں اور ادارہ خد
اطلاع بخشکر، ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ خاص کر ا
خدام الدین کے خریدار بنے یا دوسروں کو خریدار بنایا۔ اللہ ر

ـم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

ـیرِ و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر

ـت - اس جلسہ کی صدارت مولانا سید حامد میاں مہتمم **جامعہ مدنیہ** لاہور نے فرمائی

مرتبہ : اشرف

وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(القرآن)

مولانا قاضی عبدالرشید، ہزارہ

برادرانِ محترم! آج کی تقریر کا موضوع ہے سائنس کی ترقی کا اسلام پر کیا اثر پڑا -؟ معزز ساتھیو! مخالفینِ اسلام اسلام پر مختلف قسم کے اعتراضات کرتے چلے آئے ہیں - علماء حق نے بھی جواب دینے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی - مگر اب تو سائنس نے ان کا جواب بہت آسان کر دیا ہے - مثلاً مخالفین کہتے چلے آئے ہیں کہ اسلام کہتا ہے کہ قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پاؤں انسان پر گواہی دیں گے - حالانکہ ہاتھ پاؤں زبان نہیں رکھتے - تو بغیر زبان کے گواہی کس طرح دیں گے - اگرچہ علماء سلف اس کے جوابات دیتے رہے ہیں لیکن اب سائنس نے اس کا جواب بہت آسان بنا دیا - اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ دیکھو جس طرح ٹاپ ریکارڈ، گراموفون وغیرہ کی زبانیں نہیں مگر پھر بھی بول سکتے ہیں - اس طرح ہاتھ پاؤں کو بھی خدا تعالیٰ زبان نہ ہونے کے باوجود قوتِ گویائی عنایت کر دیں گے - معترضین کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اسلام کہتا ہے کہ قیامت کے دن میزان (ترازو) قائم کی جائے گی جس کے ذریعہ لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے حالانکہ اعمال قبیل اعراض میں سے ہیں جن کا خارج میں کوئی وجود نہیں تو وہ کس طرح تولے جائیں گے - اس کا جواب بھی علماء حق متقدمین دیتے آئے ہیں - لیکن اب سائنس نے واضح کر دیا ہے کہ اعراض تولے جا سکتے ہیں - مثلاً بخار قبیل اعراض میں سے ہے (باقی صفحہ ۱۲ پر)

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ؟

مولانا شمس الدین انجم، ہزارہ

گرامی قدر ہم مکتب ساتھیو! علماء بنی اسرائیل لوگوں کو تو اعمالِ صالحہ کی ترغیب دیتے تھے - مگر خود عمل نہ کرتے - اس لئے اللہ تعالیٰ ان پر ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں -

(اے بنی اسرائیل) کیا تم لوگوں کو نیکی بتلاتے ہو اور اپنی خبر نہیں رکھتے - یعنی لوگوں کو تو اعمالِ صالحہ کی نصیحت کرتے ہو مگر خود کو بھول جاتے ہو - مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ استفہام انکاری ہے - یعنی ارشاد ہے کہ تم ایسا نہ کرو - یہ قبیح عادت ہے صرف لوگوں کو ہی نہ بتلاؤ بلکہ بتلانے کے ساتھ ساتھ خود بھی اعمالِ صالحہ کو اپناؤ — محترم ساتھیو! اس آیت سے ان لوگوں کی برائی ثابت ہوتی ہے جو بے عمل ہیں - حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی زبانوں کو آگ کی مقراضوں سے کٹتے دیکھا - جبرئیلؑ سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو تو نصیحت کرتے تھے مگر خود عمل نہ کرتے - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے - یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تعلون

یعنی اے ایمان والو تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس کو کرتے نہیں ہو - آگے ارشاد ہے "اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناپسند بات ہے کہ جو کچھ کہو اس پر عمل نہ کرو" محترم حضرات! لوگوں کو نصیحت کرنا خود نصیحت حاصل نہ کرنی، لوگوں کو عمل نہ کرنے پہ ملامت کرنا اور خود (باقی صفحہ ۱۲ پر)

وہ منظورِ نظرِ آقاءِ ما صدیقِ اکبرؓ ہیں

مولانا اللہ بخش سرگودھا

تمام مخلوقات میں انبیاء کے بعد بڑا رتبہ حضرت ابوبکرؓ ہی کا ہے - وہ انبیاء کے بعد بالتحقیق تمام مخلوقات سے افضل ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی بار بار بشارت دی ہے - کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے بلاوا آئے گا - یہ مرتبہ اور یہ مقام انہیں رسول کائناتؐ کی مکمل تابعداری کے عوض ملا ہے - آپؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو بلا چون و چرا تسلیم کرتے گویا وفا داری کا مجسمہ تھے - اس سے متعلق ایک واقعہ عرض کرتا ہوں - آخری ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ کو سات سو آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف بھیجا - ابھی یہ مجاہدین ذوخشب ہی میں وارد ہوئے تھے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اطراف عرب مرتد ہو گئے - بعض نے زکوٰۃ دینے سے بھی انکار کر دیا - ان نازک ترین حالات کے پیش نظر صحابہ کرامؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی فوج کو واپس بلا لیجئے - آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر مجھے پرندے بھی اچک کر لے جائیں تو یہ مجھے اس بات سے محبوب ہو گا کہ میں رسولؐ کے حکم میں کوئی ترمیم کروں - ایک روایت میں ہے کہ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ـبالنیات

ـحامد میاں صاحب مدظلہم

ـ دیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہر
ـل ہے - ورنہ اس عمل کا شریعت کی
ـو ہی طرح کی نیکیاں ہوتی ہیں - ایک
ـ اور دوسری کا تعلق اعضاء سے ہے
ـکہ یہ حدیث شریف دین کا نصف
ـبعض اکابر نے فرمایا ہے) علم دین کا
ـعلم دین کو یہ عظیم الشان دولت
ـیں نظر رکھنی چاہیئے تا کہ نیت درست
ـ ثواب ملتا رہے - جیسے استحضار
ـہا جاتا ہے - اس سے ہر
ـ حفاظت نصیب ہو گی - نیت
ـ اخلاص ہے - قرآن کریم میں
ـوا اللہ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ
ـہے کہ بندگی کریں اللہ کی
ـ ابراہیم علیہ السلام کی راہ پر -
ـ
ـنصیب فرمائے - آمین :-

ـانی کتاب

ـشفیر، منگوی

ـن، فرمان، کلام اللہ، حق شفا الصدور، ذکر
ـ شرافت و عظمت پروان ہوتی ہے -
ـ اسی طرح بلا مدد حدیث قرآن کا سمجھنا
ـرح یکبارگی نہیں بلکہ نجما نجما نازل کیا گیا۔
ـانی امراض کے لئے بھی شفا ہے -
ـس حکیمہ قاطع لہ سر" بنتا ہے جس کا
ـن ہے اسرار کو - فرمایا رسول کائناتؐ نے
ـ خیر کی کثرت ہے - (ب) اگر (باقی صـ۱۲ـ پر)

ـزار ہیں جنہوں نے "خدام الدین" میں ہماری تقاریر
ـ کو زبانی یا بذریعہ خطوط وغیرہ اپنی پسندیدگی کی
ـ کے تو ہم بہت ہی ممنون ہیں جو تقاریر پڑھ کر
ـ ان تمام کرمفرماؤں کو جزائے خیر دے - آمین :-

بقیہ: طلباء کا صفحہ

★ لاثانی ذات کی لاثانی کتاب

کسی کھال میں قرآن ہو تو اس کو آگ نہیں کھائے گی۔ (ج) کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت اپنی خلق پر۔ (د) اللہ کسی کی طرف ایسی نظر رحمت نہیں فرماتا جیسے خوش آوازی سے قرآن پڑھنے والے کی طرف (او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم)۔

★ ویخلق ما لا تعلمون۔

جس کو تھرما میٹر (بخار تولنے کا آلہ) کے ذریعہ تول لیتے ہیں۔ منافقین یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ حالانکہ آسمانوں پر چڑھنا تو در کنار، کوئی بیک وقت زمین سے دونوں پاؤں بھی نہیں اٹھا سکتا۔ حضرات علماء کرام اس اعتراض کا جواب بھی دے چکے ہیں۔ لیکن اب تو جواب اور آسان ہو گیا۔ اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آج لوگ ہوائی جہاز وغیرہ (یعنی مادی طاقت) سے اوپر جا سکتے ہیں تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طاقت سے کیونکر نہیں جا سکتے۔ اسی قسم کا اعتراض حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے اُڑنے کے متعلق بھی کرتے تھے ہوائی جہاز کی ایجاد سے اس کا جواب بھی ملے گا۔ دشمنانِ اسلام یہ اعتراض بھی کرتے تھے کہ مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے حضرت عمرؓ کی آواز سینکڑوں میل کے فاصلہ پر سُنی گئی حالانکہ یہ محالات میں سے ہے۔ سائنس نے ریڈیو وغیرہ ایجاد کر کے جواب دیا کہ اگر ایک آدمی مادی طاقت سے ہزاروں میل تک آواز پہنچا سکتا ہے تو حضرت عمرؓ روحانی طاقت سے کیونکر نہ پہنچا سکتے۔ حالانکہ مادی طاقت روحانی طاقت سے بدرجہا کم تر ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ سائنس کی ترقی سے اسلام کے دلائل واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پونے چودہ سو برس قبل بتلایا کہ ویخلق ما لا تعلمون، یعنی اللہ وہ چیزیں پیدا کر سکے گا جن کا تمہیں علم نہیں۔ ریل، موٹر سائیکل، کاریں اور ہوائی جہاز وغیرہ اس آیت کی چلتی پھرتی تفسیریں ہیں۔

محترم ساتھیو! اب سائنس دان چاند پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلام اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ ہم نے کہیں بھی کسی کتاب میں یہ نہیں پڑھا کہ انسان کا چاند پر پہنچنا محال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم میں غور کرنے سے اس کی تائید میں آیات مل جائیں۔ ایک جگہ ارشاد ہے وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ۔ اگرچہ مسخر ہونے کے اور بھی کئی معنی ہیں۔ لیکن یہ مطلب بھی تو ہو سکتا ہے کہ انسان وہاں پہنچے۔ مکانات بنائے۔ اور دیگر کام سر انجام دے۔

★ اتامرون الناس بالبر . . . . .

عمل نہ کرنا نہایت قبیح عبادت ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔ ایسا کرنے والوں کی مذمت سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ میرے اس بیان سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عمل نہ کرنے والوں کو وعظ کہنا منع ہے بلکہ وعظ ضرور کرے کیونکہ جس طرح عمل کرنا فرض ہے اسی طرح دوسروں کو سمجھانا بھی فرض ہے۔ وعظ سے ایک فرض تو ادا ہو جائے گا۔ میرا اس بیان سے یہ مقصد ہے کہ ہر واعظ اپنی تقریر پر خود بھی عمل کرنے کی پوری کوشش کرے، اللہ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین!

★ قیامت میں پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا۔

کہا کہ میں اب یہ باغ اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا۔ مجھے ایسے باغ کی کوئی ضرورت نہیں جس کی وجہ سے مجھے نماز میں سہو (بھول جانا) ہو (تقریباً پچاس ہزار کا باغ تھا)۔ اسی طرح صحابہ کرام اور اولیاء کرام کے اور بہت سے واقعات ہیں۔ اللہ ہمیں خضوع و خشوع سے نماز پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین!

★ وہ منظورِ نظر آقا، ما صدیق اکبرؓ ہیں

"میں اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کو روک نہیں سکتا جسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ ہونے کا حکم دیا ہے۔ اگرچہ مجھے یہ یقین ہو جائے کہ جنگل کے درندے مجھے اُٹھا لے جائیں گے"۔ جب صحابہ کی یہ درخواست منظور نہ ہوئی تو حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کے مشورہ سے عرض کیا کہ (حضرت) اسامہؓ کے علاوہ کسی ایسے آدمی کو لشکر کا سردار مقرر کریں جو عمر میں اسامہؓ سے بڑا ہو۔ مگر صدیقؓ نے یہ بھی برداشت نہ کیا اور غصہ ہوئے۔ فرمایا اے ابن خطاب! اسامہؓ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار مقرر کیا ہے اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اُسے اس کے عہدہ سے ہٹاؤں (یعنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتا) اللہ ہمیں صدیقؓ سی محبت اور ان کی سی جذبۂ تابعداری عطا فرماوے۔ آمین!

★ واقعہ معراج شریف (مولانا نیاز اللہ)

اور مختلف قسم کے اعتراضات و سوالات کرنے لگے۔ خدا کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام باتوں کا جواب دیتے رہے۔ آخر کافر شرمندہ ہو کر رہ گئے اور اس حقیقت پہ تمسخر کا پردہ ڈالنے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں۔

زکوٰۃ

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

۱- ترجمہ: نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (سورہ بقرہ)

۲- ترجمہ: اللہ ضرور ان کی مدد کریگا جو اس کی مدد کریں گے اور اللہ زبردست قوّت والا ہے اور سب پر غالب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم زمین کی حکومت بخشیں تو یہ نماز قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور سب چیزوں کا انجام خدا ہی کے ہاتھ ہے۔ (سورہ الحج)

۱- حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر کہ وہ پاک کرنے والی ہے تجھے پاک کر دے گی۔ اور رشتہ داروں سے سلوک کر، مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔ (حدیث شریف)

۲- حضرت علقمہؓ سے روایت ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (حدیث)

۳- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جس کو خدا تعالےٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ (حدیث)

زکوٰۃ کے متعلق فقہی مسائل

سونے چاندی کی زکوٰۃ

جس شخص کے پاس ۵۲½ تولے چاندی یا ۷½ تولے سونا یا ان کی قیمت کے برابر نقد روپیہ یا نوٹ موجود ہوں یا اتنی رقم کی مالیت کسی کاروبار میں لگی ہوئی ہو تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اور اس مقدار کو نصابِ شرعی کہتے ہیں۔

۲- روپیہ۔ نوٹ۔ اشرفی۔ سونے چاندی کے برتن۔ سونے کی سلاخیں۔ چاندی کی اینٹیں سونے چاندی زیور۔ سچا گوٹہ ٹھپہ۔ فروختگی مشینیں۔ فروختگی اوزار اور کل فروختگی سامان پر زکوٰۃ واجب ہو گی بشرطیکہ مندرجہ بالا قیمت کے برابر یا اس سے زائد ہوں۔

۳- مندرجہ بالا روپیہ مال جس وقت سے ملکیت میں داخل ہوا ہے اس پر اسلامی سال (قمری) گذر جانا شرط ہے۔ جب پورے بارہ مہینے گذر جائیں گے تب زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو گی۔

۴- اگر درمیان سال میں کل مال ضائع ہو جائے کہ ۵۲½ تولہ چاندی کی قیمت سے بھی کم رہ جائے تو سال رواں کی زکوٰۃ فرض نہ ہو گی بشرطیکہ کہ سال کے آخر تک کم ہی رہے

۵- اگر شروع سال میں مال قابل زکوٰۃ موجود تھا مگر درمیان سال میں زکوٰۃ کی مقررہ تعداد سے کم ہو گیا مگر سال ختم ہونے سے پہلے پھر بڑھ گیا اور جب سال ختم ہوا تو شرعی نصاب پورا تھا تو اس صورت میں زکوٰۃ فرض ہو گی درمیانی کمی کا اعتبار نہیں کیا جائے گا

۶- البتہ اگر درمیان سال میں مال بالکل ضائع ہو گیا کچھ بھی باقی نہیں رہا اور سال ختم ہونے سے پہلے اور مال کہیں سے ملکیت میں آ گیا تو اس مال میں سال کا اول و آخر نہیں دیکھا جاوے گا بلکہ دوبارہ جب سے روپیہ ملا ہے۔ اس وقت سے سال پورا ہو جانے کے بعد زکوٰۃ فرض ہو گی

۷- اگر کسی کے پاس اس قدر سونا چاندی یا نقدی موجود ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہو سکتی ہے مگر وہ شخص اتنے ہی روپے کا مقروض بھی ہے یا اس سے زائد کا مقروض ہے یا قرضہ ادا کرنے کے بعد شرعی نصاب کے مطابق مال نہیں بچتا تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض نہ ہو گی

۸- البتہ اگر قرض کا روپیہ مجرا دے کر اتنا باقی بچتا ہے کہ شرعی نصاب اس سے پورا ہو سکتا ہو تو پھر قرضہ کی رقم منہا کر کے باقی کی زکوٰۃ دینا ہو گی۔

۹- اگر چاندی سونے میں کھوٹ ملا ہوا ہو تو دیکھیں گے کہ کھوٹ کی مقدار زیادہ ہے۔ یا سونے چاندی کی۔ اگر کھوٹ کی مقدار کم ہے تو پھر ۵۲½ تولہ چاندی کے وزن اور اگر کھوٹ زیادہ ہے تو سونے چاندی کے وزن اور ۷½ تولہ سونے کے وزن پر زکوٰۃ ہو گی۔ قیمت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کھوٹ زیادہ ہے تو سونے چاندی کے نصاب پر اعتبار نہ ہو گا بلکہ سامان شمار کر کے قیمت لگائی جائے گی۔ اگر وہ مال تجارت ہے اور اس کی قیمت سونے یا چاندی کے شرعی نصاب کے برابر ہے تو زکوٰۃ فرض ہے اگر قیمت نصاب شرعی کو نہ پہنچے تو زکوٰۃ فرض نہ ہو گی اور اگر وہ سامانِ تجارت نہ ہو تب بھی زکوٰۃ فرض نہ ہو گی۔

۱۰- ۵۲½ تولہ اور ۷½ والا نصاب اس وقت ہے جب کہ کسی شخص کے پاس فقط سونا یا فقط چاندی ہی ہے۔ اگر سونا اور چاندی یا نقد بصورت نوٹ یا سامان تجارت مختلف نصاب موجود ہوں تو پھر ان کی ذات پر نصاب شرعی جاری نہ ہو گا بلکہ سب کی قیمت لگا کر اس قیمت پر نصاب عاید کیا جائے گا۔ اگر مشترکہ قیمت ۷½ تولہ سونا یا ۵۲½ تولہ چاندی کی قیمت میں سے کسی ایک کی قیمت کے بھی برابر ہو جائے گی تو زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہو گا۔ اس شکل میں فقراء کی مصلحت کو شریعت نے مقدم رکھا ہے۔

۱۱- البتہ اگر کسی کے پاس فقط سونا ہی سونا ہی، چاندی قطعاً نہیں ہے اور وہ سونا ۷½ تولہ سے کم ہے مثلاً صرف ۵ تولہ ہے تو اگرچہ ۵ تولہ سونے کی قیمت ۵۰ ۲ تولہ چاندی کے برابر ہوتی ہے مگر اس وقت قیمت کا حساب نہیں لگایا جائے گا اور شرعی نصاب سونے کی ذات پر عاید ہو گا اس لئے زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔

. - اگر شروع سال میں شرعی نصاب مال موجود تھا کہ درمیان سال

ہیں ہبہ سے میراث سے نفع سے یا کسی اور حلال طریقہ سے کچھ رقم مل گئی تو سال کے آخر میں کل رقم پر زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی۔ بعد کے آنے والے مال کا حساب علیحدہ نہیں ہو گا۔ اسی کا تابع ہو گا۔

۱۳۔ البتہ اگر شروع سال میں شرعی نصاب سے کم مال تھا اور درمیان سال میں اتنی رقم آ گئی ہے جو شرعی نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو اس شکل میں جس وقت سے صاحبِ نصاب بنا ہے اس وقت سے سال کی ابتدا شمار کی جائے گی اور سال پورا ہو جانے کے بعد زکوٰۃ فرض ہو گی۔

۱۴۔ لوہا۔ تانبہ۔ پیتل۔ گلٹ۔ ہیرے جواھرے وغیرہ سامان شمار ہوتے ہیں۔ اگر یہ تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ فرض نہ ہو گی (اس لئے کہ یہ زرمبادلہ اور کرنسی نہیں ہیں۔

۱۵۔ البتہ اگر ان اشیاء کی تجارت کرتا ہے تو پھر ان کی قیمت لگا کر دیکھا جائے گا اگر ۵۲½ تولہ چاندی کے برابر یا زیادہ قیمت ہو گی تو سال گذرنے پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔

۱۶۔ گھر کا استعمال سامان دیگچے۔ پتیلے۔ سینی۔ لگن۔ قالین۔ دری پہننے کے کپڑے۔ گھڑی۔ گھنٹہ۔ تجوری وغیرہ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے خواہ کتنے ہی بیش قیمت کیوں نہ ہوں۔ ایسے ہی کارخانے کی مشینوں پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۷۔ لاری بس جہاز ٹیکسی گھوڑا گاڑی وغیرہ جو سواریاں کرایا پر چلتی ہیں ان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ ان کی آمدنی پر سال ختم ہونے پر زکوٰۃ ہے۔

۱۸۔ البتہ اگر کوئی شخص فرنیچر کی دوکان کرتا ہے یا برتن فروخت کرتا ہے یا گھڑیوں کا کاروبار کرتا ہے تو مال تجارت ہونے کی وجہ سے ان کی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہو گی بشرطیکہ وہ مال نصاب شرعی کے مطابق ہو۔

۱۹۔ استعمالی مکانات۔ دکانیں اور کرایہ کے برتن۔ کرایا کا فرنیچر۔ زمین۔ باغات وغیرہ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ البتہ ان کی آمدنی جمع ہو کر اگر قابل زکوٰۃ ہو جائے گی۔ تو سال کے بعد زکوٰۃ فرض ہو گی۔

۲۰۔ سامانِ تجارت وہ کہلاتا ہے جو کاروبار کی نیت سے خرید کیا گیا ہو۔ لیکن اگر گھر کا فالتو سامان فروخت کرنے کا ارادہ کر لیا گیا ہو تو وہ مال اس وقت تک مال تجارت نہیں شمار ہوگا جب تک اس کو فروخت نہ کر دیا جائے۔ فروختگی کے بعد اس کی قیمت مال زکوٰۃ میں شامل ہو جائے گی اور وقت مقررہ پر یا سال کے ختم ہونے پر اس میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔

۲۱۔ اگر کچھ رقم کسی کو قرض دے رکھی ہے یا فروخت شدہ مال کی قیمت باقی ہے تو اگر یہ رقم قابل وصول ہے تو اس کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی چاہیے وصولی سے پہلے ہی دے دے ورنہ وصول ہو جانے کے بعد گذشتہ ایام کی زکوٰۃ دینا فرض ہو گی۔

۲۲۔ البتہ اگر قرض ناقابل وصول ہو جس کی وصولی کی قطعاً امید باقی نہ رہی ہو تو اُس کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ہاں جس وقت یہ رقم وصول ہو گی اس وقت سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۲۳۔ چونکہ قرضہ کا مال قرض دینے والے کی ملکیت ہے اور اس نے ایک ضرورت مند بھائی کی خدمت کی ہے جس کے اجر و ثواب کا مستحق ہے اس لئے قابل وصول قرض کے مال کی زکوٰۃ قرض دہندہ کے ذمہ واجب ہو گی۔ قرض لینے والے کے ذمّہ نہیں ہے

۲۴۔ قرض اگر نقد دیا گیا ہے یا مال تجارت کی قیمت ہو تو جس وقت نصاب شرعی کا ⅕ حصّہ وصول ہو جائے اس میں گذشتہ ایام کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہو جائے گا اور اگر گھریلو اور استعمالی سامان کی قیمت قرض میں باقی ہے تو جس وقت نصاب شرعی کے برابر قرض وصول ہوگا اس وقت اس میں سے گذشتہ ایام کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔

۲۵۔ شوہر کے ذمّہ مہر کی رقم باقی ہے اور قابل وصول بھی ہے مگر اس میں عورت پر اس وقت تک زکوٰۃ فرض نہ ہو گی جب تک رقم وصول نہ ہو جائے۔ اور وصولی کے بعد بھی گذشتہ ایام کی زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔

۲۶۔ شوہر کے اموال میں سے مہر کی رقم کا قرضہ مجرا نہیں دیا جائے گا جب تک شوہر مہر ادا نہ کرے اپنے کل مال کی زکوٰۃ دے گا۔

۲۷۔ جس شخص کے ذمّہ زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ سال ختم ہونے سے پہلے ہی ایک سال کی یا چند سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دے تو جائز ہے۔ وقت پر حساب لگا لیا جائے اگر رقم بڑھ جائے تو باقی رقم بعد کو ادا کرے۔

۲۸۔ لیکن اگر کوئی شخص صاحب نصاب نہیں ہے یعنی اس پر زکوٰۃ واجب ہی نہیں ہے مگر اس کو یہ امید ہے کہ فلاں جگہ سے میری رقم آنے والی ہے اور وہ رقم کا مالک ہونے سے پہلے ہی اس کی زکوٰۃ پیشگی ادا کر دے تو یہ زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ اس لئے کہ ابھی یہ مال کا مالک ہی نہیں ہے۔

۲۹۔ اگر کسی پر سال گذر جانے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہو چکی تھی مگر سُستی اور غفلت کی وجہ سے اُس نے ابھی تک زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی کہ کُل مال چوری ہو گیا یا آگ لگ گئی یا کسی اور طرح ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو جائے گی۔

۳۰۔ اگر سال گذرنے اور زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ادائیگیٔ زکوٰۃ سے قبل کچھ حصّہ مال کا چوری ہو گیا یا کچھ حصّہ خدا کی راہ میں خیرات کر دیا تو اس حصّہ کی زکوٰۃ معاف ہو جائے گی۔ لیکن اگر کسی کو ہبہ کر دیا تو زکوٰۃ معاف نہ ہو گی۔

۳۱۔ جس وقت سال گذر جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے تو ادائیگی میں عجلت کرنا چاہیئے نہ معلوم کس وقت موت آ جائے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ ساتھ جائے۔

۳۲۔ اگر کسی نے غفلت اور سُستی سے زکوٰۃ ادا نہیں کی اور دوسرا سال بھی پورا ہو گیا تو دونوں سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ اسی طرح جس قدر زمانہ گذرتا جائے گا ہر سال کی زکوٰۃ واجب ہوتی جائیگی توبہ کرنے سے تاخیر معاف ہوتی ہے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی۔

۳۳۔ سونا، چاندی، مال تجارت، نقدی روپیہ، نوٹ، اشرفی وغیرہ میں چالیسواں حصّہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ ڈھائی روپیہ فی سینکڑہ۔

۳۴۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت دل میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیّت ضروری ہے اگر بغیر نیّت کے ویسے ہی کسی کو دے دے تو وہ خیرات شمار ہو گی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

۳۵۔ اگر ادائیگی کے وقت زکوٰۃ کی نیّت نہیں کی مگر وہ روپیہ ابھی تک فقیر کے پاس موجود ہے اُس نے خرچ

(باقی صہ پر)

بقیہ : ہدایت دی راہ

نتیجے تہاڈے کولوں وکھرے نیں۔ ایس آیت وِچ دراصل اللہ تعالیٰ نے پتھراں دی مثال دے کے اک بہت وڈی حقیقت دی طرف ساڈی رہنمائی کیتی اے تے اوہ ایہہ وے کہ اقوامِ عالم دی ترقی تے کامیابی دے واسطے ترِن قسم دیاں سیانیاں دی لوڑ ہوندی اے۔

نمبر اِک۔ اوہ علم والے تے سمجھ بوجھ والے جِنھاں دے دلاں وِچ اللہ دیاں رحمتاں تے عنایتاں دے دریا موجاں ماردے ہون۔ اوہ اپنے علم و حکمت دے موتیاں نال لکھاں کروڑاں اِنساناں نوں فائدہ پہنچان تے چَڑِیں پاسیں اوہناں دے فضل و کمال دیاں نہراں جاری ہون۔ ہر طرفوں علم و دانش دے پیاسے اوتھے آکے اپنی پیاس بجھان۔ ایہہ ہزاراں لوکاں دی دِلاں دی تازگی تے حیاتی دا باعث ہون تے ایہناں وَڈ وڈیریاں دے فیضان تے اوہناں دی صحبت دی برکت توں کوئی وڈا چھوٹا محروم نہ رہوے۔

نمبر دو، ایسے قابل تے لائق لوک ہون جہڑے اوس اُچے مقام دے مالک تے نہیں لیکن دُوجے درجے دے، اپنے آس پاس دیاں آبادیاں نوں خوب فائدہ پہنچان تے اوہناں دیاں کمزوریاں تے خامیاں دُور کرکے اوہناں نوں مردِ کامل بنان

تے تیسرے نمبر تے اوہ علم تے عمل دے مینار نیں جِنھاں دا اپنے مالک تے خالق رب رحیم نال دِل پورے طور لگا ہویا اے۔ جدوں وی اوہناں نوں کوئی حقّی یا سچّی گل پہنچائی جاندی اے اوہناں دیاں گردناں فوراً اوہدے اگّے جھک جاندیاں نیں تے اوہ اپنے مولا کریم دے اگّے جھکن تے سجدۂ بندگی بجا لیان دے سوا کجھ جاندے اِی نہیں۔

جدوں تک کسے قوم تے مِلّت وِچ ایہہ بیان کیتے گئے تِنّے قسم دے خوش بخت تے خوش قسمت لوک موجود ہون گے اوہ قوم تے مِلّت زندگی دی دَوڑ وِچ اگّے توں اگّے وَدھدی چلی جائے گی تے اوہناں تِنّاں دا کسے قوم وِچ نہ رہنا اوس قوم دی تباہی تے بربادی دا باعث بن جائیگا۔

ہُن قوم اسرائیل نوں ایہہ سرزنش کیتی جاندی اے کہ پچھلیاں ترِن پہاڑ توں وڈیاں غلطیاں کرن توں بعد تہاڈے دِل پتھر توں وی زیادہ سخت ہو گئے نیں تے تہاڈیاں پہلیاں کامیابیاں تے کامرانیاں ماند ہوکے رہ گیّاں نیں۔ ایس توں وڈی کیہہ تہاڈی بدبختی تے بدقسمتی ہووے گی کہ تُسی نہ تے اپنے سچّے ہمدرد تے غمخوار نبیاں تے اللہ دیاں ولیاں دی کجھ سُندے او، تے نہ ای اپنے تے کل جہان دے پروردگار دیاں ہدایتاں ای تہاڈے اُتّے کجھ اثر انداز ہوندیاں نیں۔

اگے فرمایا۔ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ٥

پہلی آیت وِچ ایہہ بیان ہو چکیا اے کہ قوم اسرائیل مسلماناں تے حکومت کرن دے قابل نہیں، ایہناں دے اُتّے ہمیشہ دے واسطے اللہ دی مار تے پھٹکار اے ایہہ کدی وی اپنیاں موجودہ بدعملیاں تے تے ندا دیاں نافرمانیاں نوں چھڈّے بغیر خدا دی رحمت دے دنیا تے آخرت وِچ حقدار نہیں ہو سکدے تے نہ ہی ایہہ کدی وِی ملّتِ اسلامیہ دے ہم رتبہ ہو سکن گے۔

اک عالم دی شان تے ایہہ ہونی چاہی دی اے کہ جہڑی صحیح گل اوہنوں پہنچے اوہ اوہنوں بغیر کسی حیل و حجّت قبول کر لے۔ مگر یہودیاں دے عالماں نے باوجود ساریاں گلاں، تے اپنیاں نبیاں دیاں پیشین گوئیاں جاندے ہوئے وی خدا دے آخری نبی تے اوہدی بعثت دا خدا تے خلق خدا دے اگّے اوہدے انتظار، تے اوہدے اقرار، تے دشمن نال جنگ دے موقعے تے اوسے نبی دی دُہائی دے کے خدا دے کولوں فتح وی حاصل کر لین دے باوجود ظہورِ مصطفوی دے وقت بجائے سب توں پہلے اوس نبی دا کلمہ پڑھن دے ایہناں ای بدقسمتاں انکار کر کے ساری دنیا نوں انکار کرن دا پُٹھا رستہ دکھا کے وڈّا گناہ کمایا۔

قرآن حکیم نے یہودیاں دے بارے وِچ تحریف دا لفظ استعمال کیتا اے۔ ایہہ لفظ تے معنیٰ دوہاں لئی ایتھے استعمال ہویا اے۔ نے اپنی کتاب تورات وِچ لفظاں تے اوہناں دیاں معنیاں دیاں جہڑیاں تبدیلیاں ایہناں نے کیتیاں نیں اوہناں توں ساری دنیا واقف اے۔

دوسری جگہ اہلِ کتاب دی ایس خرابی نوں ایہناں لفظاں وِچ بیان کیتا گیا اے:۔

یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ (المائدہ ع۱۳)

ترجمہ: لفظاں نوں اوہناں دی جگہ توں بدلدے نیں تے اوہناں نوں جہڑی نصیحت کیتی گئی سی اوہدا اِک وَڈّا حصّہ بھُلا بیٹھے نیں تے اوہناں وِچّوں کجھ نوں چھڈ کے باقی سب دی چوری دی خبر تہانوں دِتّی گئی اے۔

مطلب ایہہ وے کہ اللہ دے غضب تے اوہدی لعنت دا اثر ایہہ ہویا کہ اپنی کتاب دا اِک وڈّا حصّہ تے اپنی مرضی نال چھڈ بیٹھے تے باقی جس تے تھوڑا بہت عمل دا ارادہ وی سی اپنی عیاری تے مکّاری دے ہتھکنڈوں اوہناں دیاں غلط سلط تاویلاں کرن لگ پئے تے ایس طراں اوہ ساری کتاب غت رلوڈ ہوکے رہ گئی۔

فیر ایسے خائن تے بددیانت اہلِ کتاب ملّت اسلامیہ وِچ داخل ہو کے کیہہ کرن گے؟ بلکہ خطرہ اے کہ اپنیاں ایہناں ناپاک سازشاں دا مسلماناں نوں وی عادی نہ بنا دین۔ ایسے واسطے ارشادِ ربانی اے :۔

وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔ (البقرہ ع۱۲۰)

ترجمہ: اوہ کدی وی یہودی تے نصرانی راضی نہیں ہون گے جدوں تک اوہ اپنے خودساختہ دین تے مذہب دا تہانوں تابعدار نہ بنا لین۔

تے حدیثِ پاک وِچ ارشادِ نبوی اے۔ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ۔

ترجمہ: اوہ شخص ایمان توں کورا اے جہڑا امانت دار نہیں تے بدعہد آدمی دے دین دا کوئی اعتبار نہیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥　(بشکریہ ریڈیو پاکستان لاہور)

بقیہ : درسِ قرآن

نام ہے، بڑے عظیم خدا کا نام ہے۔

اور پھر دوسری نشانی؟ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ۔ جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں۔ میری باتیں پڑھی جائیں تو میری باتوں کو سُن کر پہلو تہی نہ کریں۔ میری باتوں کو سُن کر نفرت نہ پیدا ہو۔ کیا ہے جی آج نماز کا حکم آ گیا ہے۔ کل زکوٰۃ کا حکم آ جائے گا۔ قرآن سنیں گے تو عمل بھی کرنا پڑے گا، اس سے اعراض نہ ہو بلکہ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا۔ ان کا ایمان بڑھے۔ قرآن کی آیتیں سننے سے، لفظ سننے سے بڑھے، معنوں پر غور کرنے سے بڑھے، عمل سے بڑھے۔ یہ ساری زندگی کے شعبے ہیں بلکہ میں تو عرض کرتا ہوں کہ قرآن کو دیکھنے سے بھی ایمان بڑھتا ہے مومن کا۔

ہمارے ہاں درسِ قرآن ہوتا ہے۔ الحمد للہ جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں، تو ایک ہمارے بوڑھے میاں ہیں، بچارے بڑے نیک آدمی ہیں، اچھے آدمی ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ وہ بچپن میں قرآن شریف نہیں پڑھ سکے تلاوت کے ساتھ بھی، ناظرہ بھی نہیں پڑھا۔ مگر درسِ قرآن کے ساتھ ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا اچھا لگاؤ پیدا کر دیا۔ وہ باقاعدگی کے ساتھ پورا درسِ قرآن روزانہ سنتے ہیں اور درس کے بعد جو لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں (اللہ کا فضل و کرم ہے، جامعہ مدنیہ کافی دیر تک آباد رہتی ہے، اشراق پڑھ کر لوگ وہاں سے جاتے ہیں) تو جو لوگ پھر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے بعد جب وہ قرآن مجید کو بند کرتے ہیں تو وہ پھر بڑے میاں اٹھتے ہیں۔ قرآن مجید کو اٹھاتے ہیں اور پہلے اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہیں، پھر چومتے ہیں، پھر آنکھوں کے ساتھ لگاتے ہیں، پھر الماری میں رکھتے ہیں، تو میں سوچتا ہوں کہ اس کی تسلی اس سے ہو جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظمت کا ثواب اتنا دے جو ہمیں نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ اتنی دیر تک اسی لئے بیٹھتا ہے کہ جب یہ پڑھ کر فارغ ہو جائیں گے تو یہ میرے رب کا کلام ہے اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا

ایمان بڑھا کہ نہیں بڑھا! پڑھنا نہیں جانتا، تلاوت نہیں آتی، لیکن قرآن مجید کو بند کرنا، پھر اس کو اٹھانا، پھر اس کو سینے کے ساتھ لگانا، پھر اس کو چومنا، پھر چھاتی کے ساتھ لگانا، پھر الماری میں رکھنا۔ اس لئے وہ تقریباً دو گھنٹے بیٹھا رہتا ہے۔ یعنی دو گھنٹے کی محنت کیوں کرتا ہے؟ اُسے قرآن مجید کے ساتھ عشق ہے۔ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا جب ان پر میری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے ایمان کو بھی بڑھائے۔ آپ کے ایمان کو بھی بڑھائے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ : اداریہ

گھر کی حیا رہی نہیں آئی۔ چنانچہ اگر کوئی قدر کی رات میں بے حیائی اور بدکاری کرے تو سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ اسے اس مقدس رات بھی اپنا منہ کالا کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوئی۔ گویا وقت اور مقام کی عظمت اور بزرگی نے گناہوں کی شدت میں بھی اضافہ کر دیا پس جو لوگ رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں جن میں نیکیوں کا اجر و ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ اور نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ہو جاتا ہے۔ جو گناہ کرتے ہیں، ان پر بھی اللہ تعالےٰ کی، اس کے ملائکہ کی اور مومنین کی زیادہ پھٹکار پڑتی ہے اور وہ سب اسے ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر اس شخص کو توبہ کی توفیق نہ ہوئی اور وہ اپنے روٹھے ہوئے رب کو نہ منا سکا تو اس کا انجام خراب ہو گا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس مبارک مہینہ کا قرار واقعی احترام کرنے، اس کا حق ادا کرنے اور اس کی مبارک ساعتوں کو صحیح مصرف میں لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں جہنم سے کامل آزادی کا پروانہ نصیب ہو جائے۔ آمین!

اپیل

مخلص و نیک حضرات کی توجہ سے ضلع جیکب آباد شہر میں ایک دینی ادارہ بنام مدرسہ عربیہ جامع قاسم العلوم قائم کیا ہے اس ادارہ کیلئے ۱۲۰۰ چورس فٹ زمین ۳۰۰۰ روپے میں خریدی جا چکی ہے مورخہ ۱۳ سے اس مدرسہ کی

تعمیر شروع ہے عمارت مدرسہ ابتدا سے پختہ تیار ہو رہی ہے۔ جس میں تقریباً پندرہ سولہ ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ مگر ابھی تک رہائشی اور درسی کمرے تیار نہیں ہو سکے۔ فنڈ جو کہ نیک حضرات کی توجہ سے جمع کیا گیا تھا بالکل ختم ہو چکا ہے جس کی وجہ سے تعمیری کام رُکا ہوا ہے۔ امسال شوال ۸۷ھ میں ۶۰ طلباء کے داخلہ کی اسکیم بھی رکھی گئی ہے۔ جن کے خورد و نوش کا مدرسہ ہذا کفیل ہو گا۔ لہٰذا اس کمی کو پورے کرنے کے لیے خصوصاً جیکب آباد اور عموماً گرد و نواح کے مخلص حضرات مسلمانانِ پاکستان کی خدمت میں پُر زور اپیل ہے کہ وہ اپنی نیک کمائی سے زکوٰۃ، خیرات و صدقات مدرسہ ہذا کو دیکر اجر دارین حاصل فرمائیں۔

(ترسیل زر۔ حاجی محمد عثمان خان کھوسہ نائب مہتمم مدرسہ عربیہ جامع قاسم العلوم جیکب آباد) شاہ غازی محلہ جیکب آباد (سندھ)

مدرسہ ضیاء العلوم ملتان کے متعلق　　مولانا ڈاکٹر مناظر حسین

ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی رائے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ۔ اما بعد مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم رجسٹرڈ ملتان میں حاضری کا اتفاق اکثر ہوتا رہتا ہے۔ مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد رمضان صاحب کے حُسنِ کارکردگی۔ طلباء سے حسن سلوک اور محبت و اخلاص کو دیکھ کر جی باغ باغ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف کی محنت شاقہ اور خلوص نیت ہی کا ثمرہ ہے کہ مدرسہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ انشاء اللہ ایک دن علوم قرانی کا یہ باغیچہ چمنستان سدا بہار بن کر رہے گا فی الحال مدرسہ کرائے کے مکان میں چل رہا ہے۔ اور اس لیئے مسافر طلباء کو جگہ کی تنگ دامانی کا شکوہ رہتا ہے۔ جسکا تدارک اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب خیر فوری طور پر مدرسہ کے لیئے فراخ جگہ کا انتظام کر کے اپنے لیئے جنت الفردوس میں ایک عظیم الشان محل الاٹ کرا لے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ رب العزت نے جن لوگوں کو قلب سلیم کے ساتھ ساتھ کتاب و سنت سے محبت اور عالی وسعت عطا فرمائی ہے۔ علوم دینیہ کی اس نوخیز کیاری کی دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح لازماً آبیاری فرمائیں گے اور اس طرح عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونگے آخر میں میری دعا ہے کہ میرے مرشد کامل قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ یادگار پُر وقار سدا بہار رہے اور ابد الآباد تک قائم رہے۔ ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر الانام مناظر حسین نظر ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۷ رجب ۸۷ھ

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فاؤکینٹ مبین

منعقدہ ۲۶ فروری ۱۹۶۷ء

درسِ قرآن

مرتبہ محمد عثمان غنی بی۔اے

(۸)

میں باتے جاتے ایک اور بات عرض کر دوں "تاریخُ القرآن" میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔آج سے تقریباً آٹھ نو سو سال پہلے بغداد میں ایک آدمی نے اپنے بچے کو جو تین چار سال کا بچہ ہو گا اُس کو پیش کیا ایک قاری صاحب کی مجلس میں۔مسجد میں لے گیا کہ میرے بچے کو بھی آپ پڑھایا کریں۔ پہلے تو قرآن پڑھایا کرتے تھے، پہلے قرآن پڑھ لے پھر روزگار کچھ کر لے اور ہمارے پہلے دنیا داروں میں یہ صفت تھی کہ وہ پہلے قرآن پڑھتے تھے پھر کچھ اور پڑھا کرتے تھے۔بڑے بڑے ہمارے دُنیا دار، رؤسا قرآن کے بھی حافظ تھے۔ اور دنیا میں بڑے بلند مقام کے مالک تھے۔لیکن آج ہم نے قرآن مجید کو پس پُشت ڈال دیا۔میرے بزرگو! یاد رکھئے قرآن کے بغیر مسلمان کی زندگی نہیں ہے؎

گر تو مے خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

قرآن کے بغیر مسلمان کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے۔وہ تو روح ہی ختم ہو گئی۔قرآن تو مسلمان کا روح ہے روح نہ رہ گیا تو مسلمان کیسے رہ سکتا ہے۔؟

تو وہ لے گئے بچے کو جامع مسجد میں امام کے پاس، قاری صاحب کے پاس کہ اس میرے بچے کو بھی آپ قرآن پڑھائیں، بسم اللہ کرائیں۔ دو تین سال کا بچہ، توتلی باتیں کرنے والا۔ اُس نے جا کر بٹھایا۔قاری صاحب نے کہا "اچھا میں پہلے ان طلباء کا جو حافظ ہیں ان کی منزلیں سن لوں، پھر اس بچے کو بسم اللہ کرا دیتے ہیں" وہ جب ایک بچہ آیا قاری صاحب کے پاس، حفظ کا طالب علم قرآن پڑھنے والا، قاری صاحب قرآن سُن رہے ہیں وہ جہاں سے غلطی کرتا ہے بچہ بھی تبا دیتا ہے۔وہ جو نیا داخل ہونے کے لئے بچہ آیا ہے وہ بھی تبا دیتا ہے۔قاری صاحب نے توجہ نہ کی اس کی زبان جو ایسی تھی۔آخر جب تین چار مرتبہ بچے نے اس کو ٹوکا تو قاری صاحب نے اُس طالب علم کا قرآن سننا تو بند کر دیا، بچے سے پوچھنا شروع کر دیا۔ فلاں پارہ پڑھو، فلاں جگہ سے پڑھو، وَالْمُحْصَنٰتُ پڑھو، وَ اِذَا سَمِعُوْا پڑھو، فلاں جگہ سے پڑھو، فلاں جگہ سے پڑھو۔ بچے نے پڑھنا شروع کر دیا۔قاری صاحب نے کہا "اے بڑے میاں! تیرا بیٹا تو پیدائشی قرآن کا حافظ ہے۔یہ ہماری تاریخ ہے۔کون پڑھتا ہے اپنی تاریخوں کو۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ قرآن کا علم علم کسبی نہیں ہے۔علم وَھبی ہے۔ اللہ تعالیٰ بخش دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں۔تو بخشتے بھی اس کو ہیں جو کچھ محنت تو کرے۔کہتے ہیں جی میں اردو میں خدا کو سمجھتا ہوں، میں انگریزی میں خدا کو سمجھتا ہوں۔لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔ہم قرآن کو بھی اُسی آئینے میں دیکھنا چاہتے ہیں جو بے دینیت اور لا دینیت کا آئینہ ہے۔ اللہ کے لئے ان باتوں سے اجتناب کیجئے۔اللہ مجھے بھی ان باتوں سے بچائے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ بچائے۔ان باتوں کی طرف نہ جائیے۔ان "آئینوں" کے پڑھنے سے تو ایمان بڑھے گا نہیں، بلکہ گھٹے گا۔ اگر ہم نے انگریزی میں قرآن پڑھ لیا تو اس کا کیا فائدہ۔؟ کچھ بھی نہیں ہم خدا کی باتوں کو سمجھنا چاہتے ہیں تو خدا کی اپنی کلام میں کیوں نہیں سمجھتے؟

امام الانبیاء فرماتے ہیں اَحِبُّوا الْعَرَبِیَّ لِثَلَاثٍ ط عربی زبان کو پیار کرو، محبت رکھو عربی زبان کے ساتھ تین وجہ سے۔ (۱) اَنَا عَرَبِیٌّ پہلی بات، میں خود عربی ہوں۔ محمد رسول اللہ عربی ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ہمارے محبوبؐ آقا کی زبان کیا ہے؟ عربی ہے۔امام الانبیاء کی زبان کیا ہے؟ عربی ہے — (۲) وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ اور قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ (۳) وَلِسَانُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ اور جنتیوں کی زبان بھی عربی ہو گی۔ وہاں آ جائے گی۔ انشاء اللہ۔ جیسے یہاں آ جاتی ہے، وہاں بھی آ جاتی ہے۔یہاں بلوانے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ وہاں بھی اللہ تعالیٰ اسی زبان پر کلمات چڑھا دیں گے۔اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو جنت نصیب کرے اور جہنم سے اللہ تعالیٰ بچائے۔تو اگر قرآن پڑھنا چاہتا ہے تو یوں پڑھے۔

بہر کیف قرآن مجید نے مومن کی۔ کامل مومن کی جو دوسری نشانی بیان فرمائی، پہلی نشانی کیا تھی؟ اِذَا ذُکِرَ اللہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ۔جب اللہ کا ذکر ہو دل ڈر جائیں، دل میں خوف پیدا ہو، خدا کے ذکر کے ساتھ۔اللہ کا نام سامنے آ جائے، دل لرز جائے۔اور جب خود ذکر کرے تو خود بھی لرز جائے۔ جب خود ذکر کرے ذاکر، (اللہ مجھے اور آپ کو ذاکر بنائے) جو خود ذکر کرتے ہیں پھر ان سے پوچھیئے ذکر کی لذتیں، جو لوگ ذکر میں محو ہو جاتے ہیں، ذکرِ نفسی کرتے ہیں، پھر ذکرِ صدری کرتے ہیں، ذکرِ قلبی کرتے ہیں یا جو ذکروں کی اور قسمیں ہیں وہ جب کرتے ہیں تو ان سے لذتوں کے متعلق پوچھیئے۔ساری ساری راتیں ذکر میں گذار دیتے ہیں۔ بھائی یہ تو عشق ہے جسے اللہ تعالیٰ نصیب کر دے، یہ تو ایک لذت ہے۔تو اِذَا ذُکِرَ اللہُ۔کوئی دوسرا خدا کا نام لے تب بھی دل ڈر جائے، اور خود خدا کا نام لے تب بھی دل ڈر جائے۔ذکر جب آگیا، اس لئے یہاں پر اِسے فعل مجہول کے صیغے کے ساتھ فرمایا اِذَا ذُکِرَ اللہُ (مِنْ اَیِّ جَانِبٍ) جب اللہ کا ذکر ہو جائے کسی بھی جانب سے، اللہ کا ذکر یہ خود کرے، تب بھی دل دہل جائے، اللہ کا ذکر کوئی اور کرے، تب بھی دل ڈر جائے۔اللہ کا نام لکھا ہوا دیکھے تب بھی دل خدا کی خشیت سے مرعوب ہو جائے۔اللہ کا نام کسی جگہ دیکھے کلام میں دیکھے، نظم میں دیکھے، نثر میں دیکھے، نقشے میں دیکھے، کہیں بھی دیکھے، فضاؤں میں دیکھے خدا کے نام کو، جیسے کہ ہمارے ہاں مراقبۂ نوری ہوتا ہے ذُکِرَ اللہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ۔ دل ڈر جائیں کہ یہ تو بڑی عظیم طاقت کا

(باقی ص۱۶ پر)

بقیہ : **بچوں کا صفحہ**

اور سمجھ گیا میری اصلاح کی جا رہی ہے اس نے کہا۔

"میرے عزیزو! مَیں تمہاری اس باادب نصیحت کا شکرگزار ہوں۔ تم دونوں سے مَیں نے سیکھ لیا کیسے وضو کرنا چاہئے۔ دیکھو، مَیں تمہارے سامنے پھر سے اپنا وضو دہراتا ہوں۔"

مسجد بخاری

مسجد بخاری (نیم والی) نمبر ڈی ۲۰۱ محلہ چڑیماراں اندرون لوہاری گیٹ لاہور کا ایک عام اجلاس بروز اتوار مورخہ ۵/۱۱/۶۷ کو بوقت ۹ بجے صبح مسجد ہذا میں زیر صدارت شیخ عبدالمجید صاحب صدر مسجد کمیٹی زیر سرپرستی شیخ منظر مسعود صاحب بی۔ڈی ممبر حلقہ مسجد ہذا منعقد ہوا۔ جس میں صدر صاحب کی تجویز پر اتفاق رائے سے مسجد ہذا کا نام "مسجد نیم والی" کی بجائے "مسجد بخاری" رکھا گیا۔

عبدالمجید صدر مسجد کمیٹی مسجد بخاری (نیم والی)
فضل الدین جنرل سیکرٹری مسجد بخاری (نیم والی)

تبلیغی اجتماعات

مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مسجد مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ رحیم روڈ مصری شاہ لاہور میں مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۷ء اور ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۷ء بروز اتوار شاندار تبلیغی اجتماعات ہونگے جن میں مولانا محمد ضیاء القاسمی ناظم اعلیٰ تنظیم اہلسنت پاکستان مولانا محمد عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن بہاولپور حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل جالندھری ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال، مولانا مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور اور مولانا عطاء اللہ بغدادی خطاب فرمائیں گے۔ تمام مسلمان جوق در جوق ان اجتماعات میں شریک ہوں۔

بلند اختر ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

دار العلوم ربانیہ کا
اٹھائیسواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۲۳، ۲۴، ۲۵ر ذوالحجہ مطابق ۲۳، ۲۴، ۲۵ر مارچ بروز ہفتہ، اتوار، سوموار ہونا قرار پایا ہے جسمیں ملک کے نامور علماء کرام و نعت خوانان عظام تشریف لاکر عوام الناس کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمائیں گے حضرت مخدوم منا جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور صاحب فارغ التحصیل علماء و حفاظ کی دستار بندی فرمائیں گے۔

نوٹ :۔ مدرسہ کا داخلہ ۱۰ر شوال سے شروع ہو کر ۲۰ر شوال تک جاری رہیگا۔

حسن علی ربانی ناظم تبلیغ دار العلوم ربانیہ تحصیل ٹوبہ ضلع لائل پور

ایجنٹ حضرات توجہ فرمائیں

ایجنٹ حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ پرچوں کی تعداد بڑھانے گھٹانے کی اطلاع ہر جمعرات تک ہمارے پاس پہنچ جائے۔ جمعرات کے بعد اگر کسی کی اطلاع آئی تو ادارہ اس کی تعمیل سے قاصر رہے گا۔ اور اس کی تعمیل دوسرے ہفتہ ہو سکے گی۔ (مینیجر)

بچّوں کا صفحہ

حسین آرزو

عبدالہادی، لاہور

بدر کے معرکۂ حق و باطل میں کفّار بے پناہ جانی و مالی نقصان سے دو چار ہوئے تھے۔ یہی عبرتناک شکست آئندہ جنگوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ وہ اس شکست کا بدلہ چکانے کی فکر میں تھے اور اپنے ان ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر طرح کی ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے۔ مسلمانوں کو ہر ممکن طریقے سے اذیّت پہنچانے کے ناپاک منصوبے بنا رہے تھے۔ اسلام کی روز بروز ترقی کفّار کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی، اور یہی باعث تھا کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اُن کی نگاہ میں کھٹکتی تھی۔ اپنے ان مذموم ارادوں کی تکمیل کی خاطر مدینہ کے یہودیوں اور اور عیسائیوں سے بھی اُن کی سازباز تھی اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر کے اپنا اقتدار مسلّط کرنا چاہتے تھے غرض کہ فضا قطعی طور پر ناسازگار تھی۔ اور ان حالات کی موجودگی میں کسی وقت بھی کفّار کی طرف سے جارحانہ حملے کا خدشہ تھا۔ چنانچہ ان کی حرکات و سکنات سے باخبر رہنا وقت کی اہم ضرورت تھی۔ اور ان نازک حالات کے پیشِ نظر کفار پر کڑی نظر رکھنا ضروری تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصمؓ بن ثابت کی سرکردگی میں دس افراد پر مشتمل جو جماعت کفّارِ مکہ کے حالات معلوم کرنے بھیجی، اُن میں حضرت خبیبؓ بن عدی جیسے جلیل القدر مجاہدِ اسلام بھی شامل تھے۔ حضرت خبیبؓ مجاہدین کی صفِ اوّل میں شامل تھے اور معرکۂ بدر میں جوہرِ شجاعت دکھا چکے تھے۔ حق و باطل کے اس فیصلہ کُن معرکہ میں دشمنِ اسلام حارث بن عامر انہی کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا تھا۔ اسلام کے یہ عظیم مجاہدین اپنے مشن کا آغاز بھی نہ کر پائے تھے کہ قبیلہ لحیان کے سَو سے زیادہ تیر اندازوں کے نرغے میں آ گئے۔ اس موقع پر مجاہدین مطلق نہیں گھبرائے بلکہ خدا کی راہ میں آبلہ پائیوں اور جسم فگاریوں کا یہ نیا موقع پا کر ان کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے، پھولوں کی طرح کِھل گئے۔ خدا کی راہ میں خاک و خون میں تڑپنے کی بے پناہ آرزو اُن کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی۔ اور اُسی ذات کی خاطر جانِ عزیز قربان کرنے کو مقصدِ حیات جانتے تھے۔ وہ باطل کی بے پناہ قوت سے قطعی مرعوب نہیں ہوتے، بلکہ عزیمت کی ناقابل تسخیر چٹان بن گئے۔ کفّار سے مقابلہ ہوا اور سات مجاہدین جوہرِ شجاعت دکھاتے ہوتے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ باقی تینوں مجاہدین کفّار کی اس یقین دہانی پر کہ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا پہاڑی سے نیچے اتر آئے۔ لیکن کافر کب اپنے عہد کا پاس کرتا ہے۔ انہوں نے مجاہدین سے بدعہدی کی اور کمانوں کی تانیں کھول کر اُن کے ہاتھ باندھ دئے۔ حضرت عبداللہ بن طارقؓ جیسے جری انسان اس بندش کو بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور کفّار سے مقابلہ کرتے ہوتے شہید ہو گئے۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ مکّہ لائے گئے۔ جہاں حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا اور انہیں طرح طرح کی اذیّتیں دیں۔ دراصل ان کا مقصد اپنے والد حارث بن عامر کے قتل کا بدلہ لینا تھا۔ وہ اپنے نجس ہاتھوں کو ان کے خون سے رنگین کرنا چاہتے تھے۔ بس حرم کے مہینہ کے گذرنے کی دیر تھی۔ وقت تیزی سے گذرتا گیا اور آخر وہ گھڑی بھی آ پہنچی جس سے ہر ذی روح کو دو چار ہونا ہے اور جس سے فرار ممکن نہیں۔ کفّار کا ایک جمِ غفیر جمع تھا۔ وہ حضرت خبیبؓ کو سولی پر لٹکانا چاہتے تھے۔ آپ سے آخری خواہش کے اظہار کے لئے کہا گیا۔ خدا کی یاد سے لبریز دل سے کتنی حسین آرزو کی تمنّا ہوئی۔ انہوں نے دو رکعت نفل نماز پڑھنے کی اجازت مانگی۔ موت سامنے تھی، اور زندگی کے چند لمحات رہ گئے تھے۔ حضرت خبیبؓ مطلق نہیں گھبرائے، بلکہ سکون سے اپنے رب کی بارگاہ میں حمد و ثنا میں مصروف تھے۔ وہ تو اپنی خواہش کی تکمیل میں رب سے ہمکلام تھے۔ نماز سے فارغ ہوتے تو کفّار سے مخاطب ہوتے :-

"میرا دل تو چاہتا ہے کہ دو رکعت اور پڑھوں لیکن شاید تم یہ خیال کروگے کہ مَیں موت سے ڈرتا ہوں۔ مومن موت سے خائف نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اپنے رب سے ملنے کا ایک ذریعہ ہے۔"

بارگاہِ صمدیت میں کھڑے رہنے کی آرزو کتنی پیاری تھی اور چند لمحوں بعد وہ تختۂ دار کی طرف اس حال میں بڑھے کہ خدا کی حمد و ثنا کا ترانہ ان کی زبان پر تھا۔

اصلاح کا طریقہ

حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو حسنِ ادب کا بڑا خیال رہتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ دونوں چلے جا رہے تھے، اتنے میں ایک آدمی پر نظر پڑی جو وضو کر رہا تھا لیکن نہایت بے ڈھنگے طرز پر نہ اس نے منہ صحیح طور پر دھویا تھا نہ ہاتھوں کا ٹھیک طرح سے غسل کیا تھا پاؤں کا کچھ حصّہ خشک چھوڑ دیا تھا۔

حضرت حسنؓ اور حسینؓ نے جب یہ دیکھا تو چاہا اسے ٹوکیں لیکن وہ شخص عمر میں ان دونوں سے کہیں بڑا تھا۔ لہٰذا اس کی بزرگی کی وجہ سے یہ کہنا اچھا نہیں معلوم ہوا کہ آپ نے وضو غلط کیا ہے۔ اسے پھر سے دُہرا لیجئے کیونکہ اس سے اس کی خجالت کا اندیشہ تھا اور یہ مقصود نہیں تھا۔

آخر کچھ دیر سوچ بچار کرنے کے بعد دونوں بھائیوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا :-

"اے مردِ بزرگ! یہ میرا بھائی، یہ خیال کرتا ہے کہ وہ مجھ سے بہتر اور صحیح تر وضو کرتا ہے۔ لہٰذا ہم دونوں آپ کے سامنے وضو کرتے ہیں آپ ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجئے۔"

پھر دونوں نے اچھی طرح سے تمام ارکان کے ساتھ وضو کیا، وہ شخص دیکھتا رہا اور سمجھ گیا میری اصلاح کی جا رہی

(باقی ص۱۸ پر)

۲۲ دسمبر ۱۹۶۷ء

۲۰

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵
چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱ ۲۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔